ہفت روزہ

# ندائے خلافت

لاہور

45

www.tanzeem.org

یکم تا 7 ربیع الاوّل 1439ھ/21 تا 27 نومبر 2017ء


## دعوت دین کے ساتھ آپ کا رویہ

’’فیصلہ اس پر نہیں ہونا کہ لوگوں کا رویہ کیا تھا؟ بلکہ فیصلہ تو اس پر ہونا ہے کہ دعوتِ دین کے ساتھ میرا اپنا رویہ کیا تھا؟ اقامت دین کا قافلہ آج راستے کے جس پیچ و خم میں الجھا ہوا ہے وہ یہ نہیں ہے کہ کام نہیں بڑھ رہا یا لوگوں میں طلب نہیں ہے یا خیر کا جذبہ سرے سے مفقود ہو گیا ہے یا لوگ باطل نظاموں اور خواہشات نفس کی غلامی پر اتنے راضی ہو گئے ہیں کہ اب اصلاحِ احوال کی کوئی صورت ہی باقی نہیں رہی۔ نہیں، ایسا ہرگز نہیں۔ زمین پیاسی ہے مگر آج کا صاحب کرم برسنے کو تیار ہی نہیں۔ جو دل زندہ ہونے اور بیداری کے مدعی ہیں وہ آگے بڑھنے کے لیے اور ثبوت زندگی دینے کے لیے اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ پہلے ایک ہجوم اکٹھا ہو جائے، جلسے کی حاضری کوئی اور فراہم کر دے اور ہم خطاب کی بساط سجانے کے لیے اور وعظ و نصیحت کا دریا بہانے کے لیے آ جائیں۔ کچھ حضرات تو منزل کے اس مقام پر رک کھڑے ہیں اور کچھ اپنی بے بضاعتی اور انکساری کو آڑ بنائے ہوئے ہیں۔ ہمیں تو اپنی آنکھوں سے ان دونوں حجابوں کو اٹھانا ہے اور حالات زمین کو برسرزمین دیکھتے ہوئے کتاب الٰہی کی روشنی میں اور سنت رسالتؐ پناہ کی راہ نمائی میں اپنا جائزہ لینا ہے، خود متحرک ہونا ہے، تاکہ حرکت ہمارے وجود میں پیدا ہو اور پھر یہی تموّج ہمارے گھر کی فضاؤں میں آئے۔ ہمارے افرادِ خانہ کے کردار میں ابھرے۔ ہمارے گھر نمونے کے گھر بنیں اور ہمارے اہل خانہ زبان سے دعوت نہ بھی دیں تو ان کا طرزِ عمل آس پاس کے ماحول میں اسی طرح کی تبدیلی پیدا کر دے، جس کے بارے میں سید مودودیؒ نے کہا تھا کہ فریضۂ اقامت دین کو سمجھنے والا آدمی جس ماحول میں رہتا ہو، وہاں اس کی طرف لوگوں کی نگاہیں بھی اٹھنی چاہئیں کہ یہ ہے وہ جو خود تبدیل ہو گیا ہے اور اس کی طرف لوگوں کی انگلیاں بھی اٹھنی چاہئیں کہ یہ ہے وہ جو تبدیلی بھی لے آئے گا۔ بس اللہ کا تو ہم سے یہی مطالبہ ہے کہ ہم جو ہیں اور جتنے ہیں، جیسے ہیں، اپنے آپ کو سمیٹیں۔ اپنے حال و احوال پر نگاہ رکھیں اور جس معیار کو ہم نے اپنا مطلوب قرار دیا ہے، اس کی طرف اپنی پیش قدمی کو رواں دواں رکھیں۔‘‘

حکیم سید محمود احمدؒ


اس شمارے میں

ایم ایم اے کی بحالی؟

اسلامی ریاست کی ذمہ داریاں

سعودی عرب میں سیاسی انتشار

مطالعۂ کلام اقبال

سعودی شہزادوں کی گرفتاریاں: وجہ کرپشن یا اقتدار کی جنگ؟

اسے کیا لکھیے!

اے پاک وطن! تیرے ماضی اور حال پر رونا آیا

زہد کی اہمیت

الہدیٰ (780)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

# اللہ تعالیٰ کی ذات اولاد سے پاک ہے

سُورۃ مریم | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 88 تا 92

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحۡمٰنُ وَلَدًا ﴿۸۸﴾ لَقَدۡ جِئۡتُمۡ شَیۡئًا اِدًّا ﴿۸۹﴾ تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرۡنَ مِنۡہُ وَتَنۡشَقُّ الۡاَرۡضُ وَتَخِرُّ الۡجِبَالُ ہَدًّا ﴿۹۰﴾ اَنۡ دَعَوۡا لِلرَّحۡمٰنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾ وَمَا یَنۡۢبَغِیۡ لِلرَّحۡمٰنِ اَنۡ یَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾

**آیت ۸۸** ﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحۡمٰنُ وَلَدًا ﴿۸۸﴾﴾ ’’اور وہ کہتے ہیں کہ رحمٰن نے (اپنے لیے) اولاد اختیار کی ہے۔‘‘

**آیت ۸۹** ﴿لَقَدۡ جِئۡتُمۡ شَیۡئًا اِدًّا ﴿۸۹﴾﴾ ’’(دیکھو!) تم یہ ایک بہت بھاری بات لائے ہو۔‘‘

یہ عقیدہ گھڑ کے تم لوگ اللہ کے حضور ایک بہت بڑی گستاخی کے مرتکب ہوئے ہو اور تمہاری اس گستاخی کی وجہ سے:

**آیت ۹۰** ﴿تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرۡنَ مِنۡہُ وَتَنۡشَقُّ الۡاَرۡضُ وَتَخِرُّ الۡجِبَالُ ہَدًّا ﴿۹۰﴾﴾ ’’قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں‘ زمین شق ہو جائے اور پہاڑ دھماکے کے ساتھ گر پڑیں۔‘‘

**آیت ۹۱** ﴿اَنۡ دَعَوۡا لِلرَّحۡمٰنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾﴾ ’’کہ انہوں نے رحمٰن کے لیے اولاد قرار دی۔‘‘

یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ السلام اور عیسائیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیا‘ جبکہ قریش مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں مانتے تھے۔

**آیت ۹۲** ﴿وَمَا یَنۡۢبَغِیۡ لِلرَّحۡمٰنِ اَنۡ یَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾﴾ ’’اور یہ بات رحمٰن کے شایانِ شان نہیں ہے کہ وہ (کسی کو اپنی) اولاد بنائے۔‘‘

دراصل اولاد کی خواہش اور ضرورت ایک کمزوری ہے۔ اس بات کی وضاحت پہلے بھی کی جا چکی ہے کہ اولاد کی ضرورت انسان کو ہے اور اس لیے ہے کہ وہ خود فانی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ ہمیں مرنا ہے‘ اس دنیا سے ہمارا نام و نشان مٹ جانا ہے۔ اپنی اس کمزوری کے تحت ہم اولاد کی خواہش کرتے ہیں۔ ہم اپنی اولاد کے ذریعے دراصل اپنی ہستی کا تسلسل چاہتے ہیں‘ اولاد کی شکل میں ہم اس دنیا میں اپنی بقا چاہتے ہیں۔

یعنی فراعنہ مصر نے عظیم الشان اہرام اسی خواہش کے تحت تعمیر کیے تھے کہ ان کی وجہ سے ان کا نام اس دنیا میں زندہ رہے گا۔ بہرحال انسان یہ سمجھتے ہوئے بھی کہ وہ فانی ہے‘ کسی نہ کسی طریقے سے اس دنیا میں اپنا دوام چاہتا ہے۔ اسی خواہش کے تحت وہ دنیا میں اپنے انمٹ نقوش چھوڑنا چاہتا ہے اور اسی لیے وہ اولاد کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔ بہرحال ایسی کوئی ضرورت ہم انسانوں کو ہی لاحق ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی ہر کمزوری سے پاک ہے۔ اسے کسی ایسے سہارے کی ضرورت بھلا کیونکر ہو گی!

فرمان نبویؐ

## مال کا بہترین مصرف

عَنۡ ثَوۡبَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ: ((أَفۡضَلُ دِیۡنَارٍ یُنۡفِقُہُ الرَّجُلُ دِیۡنَارٌ یُنۡفِقُہُ عَلٰی عِیَالِہٖ وَدِیۡنَارٌ یُنۡفِقُہُ الرَّجُلُ عَلٰی دَابَّتِہٖ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَدِیۡنَارٌ یُنۡفِقُہُ عَلٰی أَصۡحَابِہٖ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ)) (متفق علیہ)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’سب سے افضل دینار وہ ہے جو آدمی اپنے اہل و عیال پر خرچ کرے یا اللہ کے راستہ میں اپنی سواری پر خرچ کرے یا اللہ کے راستہ میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرے۔‘‘

**تشریح**: مال خرچ کرنے کے جائز مصارف تو بہت ہیں لیکن ان تین شعبوں پر خرچ کرنا مال کا بہترین مصرف ہے۔ ان میں سے پہلا مصرف اپنے بچوں کی بنیادی اور جائز ضروریات مثلاً خوراک‘ لباس‘ صحت اور تعلیم وغیرہ پر مال خرچ کرنا تمام مصارف پر فضیلت رکھتا ہے۔ یہ سب سے اہم اور مقدم ہے۔ دوسرا مصرف جہاد کی تیاری کے حوالے سے اپنی سواری پر مال خرچ کرنا ہے۔ تیسرا مصرف ان ساتھیوں کی کفالت اور اعانت کرنا ہے جو اللہ تعالیٰ کے دین کو غالب کرنے کے لیے جدوجہد کر رہے ہوں۔

ہفت روزہ
لاہور
# ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
یکم تا 7 ربیع الاوّل 1439ھ جلد 26
21 تا 27 نومبر 2017ء شمارہ 45
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زر تعاون
اندرونِ ملک......450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا----------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

# ایم ایم اے کی بحالی؟

پاکستان میں انتخابات اور سیاسی جماعتوں کے اتحاد کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ 4 دسمبر 1953ء کو جب مشرقی پاکستان میں انتخابات ہوئے تو وہاں پہلا انتخابی اتحاد جگتو فرنٹ (یعنی یونائیٹڈ فرنٹ) کے نام سے ہوا تھا۔ اس اتحاد نے مشرقی پاکستان میں پاکستان کی بانی جماعت مسلم لیگ کو شکست سے دوچار کیا تھا۔

دسمبر 1971ء میں پاکستان شکست و ریخت کا شکار ہوا۔ اُس کا مشرقی بازو کٹ گیا اور مغربی پاکستان جسے اب what remains of Pakistan کہا گیا۔ وہاں ذوالفقار علی بھٹو کی پیپلز پارٹی کو حکومت بنانے کا موقع ملا، کیونکہ ملک ٹوٹنے سے پہلے جو انتخابات ہوئے تھے اُسے مغربی پاکستان میں اکثریت حاصل ہوئی تھی۔ 1973ء میں پاکستان کا نیا آئین بنا جس میں ہر پانچ سال کے بعد انتخابات ہونا طے پایا۔

1977ء میں وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے جب محسوس کیا کہ اپوزیشن انتشار کی کیفیت میں ہے تو وقت سے پہلے ہی اچانک انتخابات کا اعلان کر دیا۔ لیکن اپوزیشن کی نو سیاسی جماعتوں نے کمال پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پاکستان قومی اتحاد کے نام سے حکومتی پارٹی کے خلاف انتخابی اتحاد تشکیل دے لیا جسے نوستاروں کا اتحاد بھی کہا گیا۔ اس اتحاد میں اکثریت اسلامی جماعتوں کی تھی لیکن اصلاً یہ اینٹی بھٹو اور اینٹی پاکستان پیپلز پارٹی اتحاد تھا۔ اس اتحاد کو حکومتی جماعت کے ہاتھوں بری طرح شکست ہوئی لیکن اُنہوں نے حکومتی جماعت کے خلاف دھاندلی کا الزام لگایا اور حکومت کے خلاف تحریک نظام مصطفیٰ کے نام سے تحریک چلائی، حالانکہ اس میں ولی خان کی نیشنل عوامی پارٹی اور ایئر مارشل اصغر خان کی تحریک استقلال بھی شامل تھیں جو کٹر سیکولر جماعتیں تھیں۔ اس تحریک کے نتیجہ میں نظام مصطفیٰ تو نہ آسکا البتہ ضیاء الحق کا مارشل لاء آ گیا۔ مارشل لاء ختم ہوا تو پھر ایک انتخابی اتحاد اسلامی جمہوری اتحاد کے نام سے معرض وجود میں آیا۔ ضیاء کے اسلامی مارشل لاء نے میاں نواز شریف کو ایک سیاسی لیڈر کی حیثیت سے جنم دیا تھا۔ وہ اسلامی جمہوری اتحاد کے پہلے صوبائی پھر مرکزی صدر بن گئے۔ یہ اتحاد بھی پاکستان پیپلز پارٹی کے خلاف بنا تھا جس کی سربراہ اب ذوالفقار علی بھٹو کی بیٹی بے نظیر بھٹو تھیں، کیونکہ اُن کے والد کو ضیاء دور میں پھانسی دے دی گئی تھی۔ میاں نواز شریف اسلامی جمہوری اتحاد کو سیڑھی بنا کر وزاراتِ عظمیٰ تک پہنچے کچھ عرصہ تک میاں نواز شریف اور بے نظیر بھٹو کے درمیان وزارتِ عظمیٰ کے حوالے سے میوزیکل چیئر کا سلسلہ جاری رہا۔ دونوں دو دو مرتبہ وزیراعظم بنے۔ لیکن 1999ء میں پھر پرویز مشرف نے مارشل لاء لگا دیا۔ 2002ء میں اُنہوں نے ملک میں عام انتخابات کا اعلان کیا۔ ان انتخابات میں ایم ایم اے کے نام سے اسلامی جماعتوں کا اتحاد بنا۔ ملک بھر کی تمام قابل ذکر اسلامی جماعتیں اس اتحاد کا حصہ بنیں۔ یہ اتحاد خیبر پختونخوا میں حکومت بنانے میں کامیاب ہو گیا اور قومی اسمبلی میں بھی اچھی خاصی نشستیں حاصل کر لیں۔ بعدازاں یہ اتحاد ٹوٹ گیا۔ 2013ء میں جمعیت العلمائے اسلام (ف) کے سربراہ نے ایم ایم اے کو جوڑنے کی

بہت کوشش کی لیکن جماعت اسلامی کے امیر منور حسن آڑے آئے۔ اُن کا مطالبہ تھا کہ پہلے یہ تحقیق کی جائے کہ یہ اتحاد ٹوٹا کیوں اور اگر اتحاد ٹوٹنے کی وجوہات اب ختم ہو چکی ہیں تو پھر اتحاد قائم کیا جائے۔ قصہ کوتاہ 2013ء میں ایم ایم اے بحال نہ ہو سکی۔ اب 2018ء میں پھر انتخابات کی آمد آمد پر مولانا فضل الرحمان ایم ایم اے کی بحالی کے لیے متحرک ہوئے ہیں اور منصورہ میں جماعت اسلامی کے قائدین سے ملاقات کے بعد میڈیا کو بتایا گیا ہے کہ ایم ایم اے کی بحالی پر اصولی طور پر اتفاق کر لیا گیا ہے۔ دسمبر میں تفصیلات طے کر کے اس کی بحالی کا حتمی اعلان کیا جائے گا۔

اگرچہ ہم نے پاکستان میں بننے والے اکثر سیاسی اتحادوں کی مختصر تاریخ بیان کی ہے۔ لیکن ہماری اصل دلچسپی پاکستان میں اسلامی جماعتوں کے اتحاد سے ہے، چاہے وہ ایم ایم اے کے نام سے ہو یا کسی اور نام سے۔ اس لیے کہ ایک ایسی دینی جماعت کی حیثیت سے جو پاکستان میں اقامت دین کے لیے جدوجہد کر رہی ہے۔ اُس کی اصل خواہش ہدف پا لینا ہے ذریعہ یا لائحۂ عمل اگرچہ اہم ہے لیکن بہر حال ثانوی حیثیت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ حتمی طور پر یہ یقین رکھنے کے باوجود کہ انتخابات سے نظام نہیں بدلا جا سکتا، اسلامی جماعتوں سے پُر زور مطالبہ کرتے رہے کہ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ انتخابات سے پاکستان کو اسلامی ریاست بنایا جا سکتا ہے تو پھر یک جان ہو کر اور ایک نشان لے کر انتخابات میں حصہ لیں۔ تاکہ کامیابی کے کچھ امکانات تو پیدا ہوں لہٰذا باوجود اس کے کہ وہ تحریک اور انقلاب کے بغیر پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام کو اَن ہونی سمجھتے تھے۔ اُنہوں نے 2002ء میں قائم ہونے والے اسلامی جماعتوں کے اتحاد ایم ایم اے کو پورے تعاون کا یقین دلایا۔ ایک اخباری اشتہار کے ذریعے عوام سے اپیل کی کہ وہ ایم ایم اے کو ووٹ دیں۔ انتخابات میں ایم ایم اے نے کتاب کو بطور انتخابی نشان الیکشن کمیشن میں منظور کرایا جس کا واضح مطلب تھا کہ اگر اُنہیں موقع دیا گیا تو وہ قرآن وسنت کی بالادستی قائم کریں گے۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ حکومت بنانے کے بعد ساڑھے چار سال تک اُنہوں نے اسلامی نظام کی طرف کوئی پیش رفت نہ کی اگلے انتخابات قریب آئے تو نیم دلی سے حسبہ بل کے نام سے ایک بل اسمبلی میں لے آئے لیکن جب وہ قانون بنا تو اُسے عدالت نے کالعدم قرار دے دیا۔ بہر حال ایم ایم اے کی کارکردگی سے ڈاکٹر اسرار احمدؒ سمیت اسلامی جماعتوں کے تمام ہمدرد بہت مایوس ہوئے۔

آج صورتِ حال 2002ء سے بدتر ہے۔ داعی اتحاد مولانا فضل الرحمٰن موجودہ حکومت اور نواز شریف کے اتحادی بھی ہیں اور زبردست حمایتی بھی، جبکہ جماعت اسلامی کے سراج الحق موجودہ حکومت کو ڈاکو حکومت اور نواز شریف کو انتہائی کرپٹ انسان قرار دیتے ہیں۔ اُدھر جماعت اسلامی خیبر پختونخوا میں عمران خان کی پی ٹی آئی کی حلیف ہے اور مولانا فضل الرحمٰن عمران خان کو یہودیوں کا ایجنٹ قرار دیتے ہیں۔ نواز شریف پاکستان کا مستقبل لبرل ازم سے وابستہ کرتے ہیں اور قادیانیوں کو اپنا بھائی قرار دیتے ہیں۔ عمران خان جزوی اسلام یعنی صرف اسلام کے سوشل جسٹس کے قائل ہیں۔ اس صورت میں اگر ایم ایم اے والوں نے اپنے اپنے اتحادی سے علیحدگی اختیار نہ کی تو یہ بندھن کیسے قائم رہے گا؟

حقیقت یہ ہے کہ ستر سال کے حالات و واقعات اور شواہد و تجربات نے ثابت کیا ہے کہ انتخابات ہاتھ تبدیل کر سکتے ہیں، نظام تبدیل نہیں کر سکتے۔ لیکن اگر ہماری اسلامی جماعتیں اسی دیوار سے سر پھوڑنے پر تلی ہوئی ہیں تب بھی ہماری ہمدردی اور دعا اُن کے لیے ہے کہ اللہ اُنہیں کامیاب کرے۔ لیکن ایم ایم اے سے منسلک یہ جماعتیں نوٹ فرما لیں کہ اسلام کے حوالے سے کسی قابل ذکر پیش رفت کا یہ اُن کے پاس آخری موقع ہوگا۔ اس مرتبہ کام اُن کے لیے نسبتاً آسان بھی ہوگا۔ اس لیے کہ آئین میں اٹھارہویں ترمیم نے صوبوں کو بہت اختیارات دے دیئے ہیں۔ اب کہ اُن کے لیے کوئی عذر تراش لینا مشکل ہوگا۔ خصوصاً تعلیم کے حوالے سے اُنہیں بہت کام کرنا ہوگا۔ اگر ہمارا تعلیمی نصاب ہمارے نوجوانوں کے قلوب و اذہان سے سیکولر ازم مکمل طور پر کھرچ کر اُنہیں صحیح معنوں میں باعمل مسلمان بنانے میں مدد کرے گا تو پھر پاکستان کے باقی صوبوں میں بھی اسلامی نظام کا قیام آسان ہوگا۔ وہ یہ بھی یاد رکھیں کہ اُن کا نشان کتاب ہے۔ اسلامی نظام کی طرف پوری قوت سے پیش رفت نہ کرنا اللہ کی کتاب سے بغاوت کے مترادف ہوگا۔ اگر اُنہوں نے اسلام اور کتاب کو محض حصول اقتدار کا ذریعہ بنایا تو یاد رکھیں اللہ کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔ اُس کی پکڑ بڑی سخت ہوتی ہے۔

ایک گزارش ہم خاص طور پر جماعت اسلامی سے کریں گے کہ خدانخواستہ خاکم بدہن اگر اس مرتبہ بھی کامیابی کا مطلب اقتدار کے مزے لوٹنا ہی ہوا تو جمعیت العلمائے اسلام تو پھر بھی مسلک اور مدرسوں کی وجہ سے اپنا وجود قائم رکھنے میں کافی حد تک کامیاب رہے گی۔ جماعت اسلامی کے لیے اپنے وجود کو برقرار رکھنا بھی دشوار ہو جائے گا۔ اس خدشہ کا اظہار بہت سے دوسرے کالم نویس بھی کر چکے ہیں۔ لہٰذا جماعت اسلامی ایم ایم اے کی بحالی کے فیصلے کو آخری اور حتمی شکل دینے سے پہلے سو مرتبہ سوچے۔ ہماری گزارشات کا برا ماننے کی بجائے یہ سمجھیں کہ ہم یہ سب کچھ ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبے سے عرض کر رہے ہیں۔ تنظیم اسلامی نے جماعت اسلامی کے بطن سے ہی جنم لیا تھا۔ انتخابات میں حصہ لینے کے جو اثرات مرتب ہوتے ہیں وہ جماعت کے ہر ہمدرد کے لیے تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ جب مسلم لیگ یا تحریک انصاف کے امیدوار کے ووٹ ایک لاکھ سے تجاوز کر رہے ہوتے ہیں تو جماعت اسلامی کے امیدوار کے چند سو ووٹوں کا اعلان اُنہیں جماعت اسلامی کی سر بازار رسوائی محسوس ہوتی ہے کیونکہ تمام تر اختلافات کے باوجود دل اپنے ہم نظریہ بھائیوں کے ساتھ ہی دھڑکتا ہے۔

بہر حال حق گوئی کا تقاضا ہے کہ ہم ایک بار پھر بآواز بلند اعلان کریں کہ پاکستان اُس وقت تک اسلامی فلاحی ریاست میں تبدیل نہیں ہو سکتا جب تک کسی انقلاب اور تحریک کے ذریعے ملک میں موجود تمام اسلام دشمن قوتوں کو کچلا نہیں جاتا۔ محض قانون ساز اسمبلی میں اکثریت حاصل کرنے سے وہی حال ہوگا جو مصر کے صدر مرسی کا ہوا ہے اور ہمارا معاملہ تو یہ ہے کہ ہمیں تو اسلامی جماعتوں کا اتحاد بنا کر بھی قومی اسمبلی میں اکثریت حاصل ہوتی نظر نہیں آتی۔ چہ جائیکہ عدلیہ، فوج، انتظامیہ خصوصاً بیوروکریسی کو بھی اسلام دشمنوں سے پاک کیا جا سکے۔ گویا ہنوز دلی دور است ☆☆

# اسلامی ریاست کی ذمہ داریاں

## سورۃ الحجرات کی ابتدائی آیات کی روشنی میں

**مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 10 نومبر 2017ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص**

مرتب: ابوابراھیم

محترم قارئین! سورۃ الحجرات ہمارے زیر مطالعہ ہے۔ یہ سورۃ اسلامی ریاست کے باقاعدہ قیام کے بعد نازل ہوئی ہے اس لیے اس میں مسلمانوں کے سیاسی اور ملی حقوق بیان ہوئے ہیں۔ یہ ریاست صرف حضور ﷺ کے دور تک ہی مقصود نہیں تھی بلکہ یہ قیامت تک کے لیے ایک نمونہ تھی۔ اس لیے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ پر ہدایت کی بھی تکمیل ہوگئی اور پورا نظام بھی آپ ﷺ کو دے دیا گیا تھا۔

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ (المائدۃ:3) ''آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے''۔

یہ نظام اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لیے دے دیا ہے اور اس کے حوالے سے ساری راہنمائی اور ہدایت قرآن مجید کے اندر موجود ہے لیکن یہ کسی خاص عنوان کے تحت نہیں ہے۔ قرآن مجید اصلاً تو کتاب ہدایت ہے، وہ دل کے تاروں کو چھیڑتا ہے لیکن بین السطور وہ ساری راہنمائی بھی موجود ہے جو اسلامی ریاست کے لیے درکار ہے کہ اس کا سیاسی نظام کیا ہوگا، معاشی نظام کیا ہوگا اور معاشرتی نظام کیا ہوگا؟ قانون سازی کیسے ہوگی؟ کیا کسی ریاست یا بادشاہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جو چاہے قانون بنائے؟ اس حوالے سے تفصیلی راہنمائی قرآن وحدیث میں موجود ہے۔ چنانچہ اسلامی ریاست کے حوالے سے ایک اہم ترین ہدایت جس کا قرآن مجید میں کئی جگہوں پر ذکر آیا ہے وہ یہ ہے کہ:

﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ﴾ (یوسف:40) ''اختیار مطلق تو صرف اللہ کا ہی ہے''۔

حکومت کرنے کا اختیار یا قانون بنانے کا اختیار اصلاً اللہ کا ہے۔ یہ بڑی منطقی بات ہے کیونکہ وہ خالق اور مالک ہے۔ لہٰذا پورا نظام اللہ کے بتائے ہوئے طریقے پر ہونا چاہیے۔

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آزری

جب مالک وہ ہے تو اختیار بھی اسی کا ہے۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دنیا میں آزمائش کے لیے بھیجا ہے۔ اس لیے انسان کو دنیا میں مختار بھی بنایا ہے۔

﴿اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ③﴾ (الدھر) ''اب چاہے تو وہ شکر گزار بن کر رہے، چاہے ناشکرا ہو کر''۔

شکر کا راستہ یہ ہے کہ انسان اللہ کی بندگی میں زندگی بسر کرے، اس کی انفرادی اور اجتماعی زندگی پر حاکمیت صرف اللہ کی ہو۔ اب ظاہر ہے اللہ خود آ کر اپنی حاکمیت قائم نہیں کرے گا۔ اللہ نے قرآن کی شکل میں ہدایت کی تکمیل کر دی ہے اور مکمل نظام بھی دے دیا ہے اور اُس کی تشریح اپنے آخری نبی ﷺ کے ذریعے کر دی ہے۔

چنانچہ اللہ کی حاکمیت بذریعہ قرآن وسنت قائم ہو گی اور یہ اس طرح قائم ہوگی کہ انفرادی زندگی میں بھی کوئی عمل قرآن وسنت کے خلاف نہ ہو اور ریاست کی سطح پر بھی قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون سازی نہ ہو۔ لہٰذا اس حوالے سے پہلا اُصول یہ ہے کہ:

''اے اہلِ ایمان مت آگے بڑھو اللہ اور اُس کے رسولؐ سے اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔'' (الحجرات:1)

جو مباحات کا دائرہ ہے اس کے اندر اندر ریاست کا سربراہ مشاورت سے فیصلے کرلے لیکن جہاں بات آ گئی حلال حرام کی، جائز ناجائز کی وہاں پر کسی فرد یا کسی ریاست کو اختیار نہیں ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مقرر کی ہوئی حدود سے تجاوز کرے۔ اگر کوئی ایسا قانون بنا بھی دیا گیا جو قرآن وسنت کے خلاف ہو تو اسلامی ریاست میں اس کو چیلنج کر کے اس کے متبادل اسلامی قانون بنایا جائے گا۔

چنانچہ پاکستان میں اس پراسس کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل کا جو ادارہ بنا تھا وہ بہت ہی مناسب اور بہت صحیح قدم تھا۔ اس لیے کہ اس سے پہلے یہاں انگریز کی حکومت تھی اور انگریز نے 1857ء کے بعد سے پورے ہندوستان پر ملکہ وکٹوریہ کا نظام نافذ کر دیا تھا۔ اس نظام میں بھی ایک وہ تھا جو برطانیہ میں چل رہا تھا اور ایک نظام انہوں نے غلام قوموں کے لیے بنایا تھا۔ اس لیے کہ اس وقت جو یہاں انگریزوں کے نمائندے تھے ان کی سوچ کی صحیح عکاسی اکبر الہ آبادی نے کیا خوب کی ہے۔

کیا کہیں احباب کیا کار نمایاں کر گئے
بی اے کیا نوکر ہوئے پنشن ملی اور مر گئے

چنانچہ انگریز سرکار کی بنائی ہوئی بیوروکریسی میں جگہ حاصل کرنا اُس وقت بڑی بات سمجھی جاتی تھی۔ جو اپنی جگہ بنا لیتا تھا وہ سمجھتا تھا کہ میں اب حکومت کا حصہ ہوں۔ چنانچہ ان کو ٹریننگ یہ دی جاتی تھی کہ عوام کالانعام ہیں۔ یہ جانوروں کے کھاتے میں ہیں۔ تم ہو اصل حاکموں کے نمائندے۔ لہٰذا تم نے اب عوام کے ساتھ گیپ رکھنا ہے اور جو آقا اور غلام کا تعلق ہوتا ہے وہ قائم کرنا ہے۔ جبکہ اسلام کا تصور تو یہ تھا کہ (( سید القوم خادمھم )) ''جو قوم کا ذمہ دار ہے وہ قوم کا خادم ہے''۔ لیکن اس وقت جب کسی کو

سرکاری عہدہ مل جاتا تھا تو اس کی گردن تن جاتی تھی اور وہ خود کو فاتح قوم کے ساتھ مل کر کھڑا ہوا محسوس کرتا تھا۔ وہی انگریز کا بنایا ہوا نظام پاکستان میں بھی چل رہا تھا۔ چنانچہ اس ظالمانہ نظام کو بدلنے کے لیے اور پورے سسٹم کی اسلامائزیشن کے لیے قائداعظم نے نہ صرف ادارہ قائم کیا بلکہ علامہ اسد کو اس ادارے کا سربراہ بنا کر ان کی باقاعدہ ذمہ داری لگائی تھی کہ وہ پورے سسٹم کی اسلامائزیشن کا لائحہ عمل تیار کریں۔ لیکن قائداعظم کی وفات کے بعد بیوروکریسی نے نہ صرف ان کی چھٹی کرا دی بلکہ انہوں نے جو کام کیا ہوا تھا اُس کو بھی آگ لگا کر راکھ بنا دیا۔ اس کے بعد اسلامی نظریاتی کونسل کا ادارہ قائم ہوا۔ جس کا مقصد طے ہوا کہ تمام مکاتب فکر کے جید علماء بٹھائے جائیں گے جو سارے قوانین کا جائزہ لیں گے کہ ملک کا کون کون سا قانون قرآن وسنت کے خلاف ہے اور جو قوانین خلاف اسلام ہوں ان کی جگہ اسلامی قوانین تجویز کریں گے۔ چنانچہ اس حوالے سے علماء نے جو کام کیا اور جو سفارشات مرتب کیں وہ سب متفق علیہ ہیں۔ یعنی انہیں تمام مکاتب فکر کی تائید حاصل ہے۔ یہ کام اسلامی نظریاتی کونسل نے آج سے 20 سال پہلے مکمل کر لیا تھا۔ لیکن اس کے بعد جو کام حکومت کے ذمے تھا اس کی طرف حکومت نے بالکل توجہ ہی نہیں دی۔ حالانکہ طے یہ ہوا تھا کہ کونسل کی سفارشات اسمبلی میں پیش ہوا کریں گی جہاں بحث کے بعد فیصلہ کیا جائے گا کہ ان سفارشات کے مطابق قانون سازی کی جائے یا نہ کی جائے۔ چنانچہ اسلامی نظریاتی کونسل ایک دستوری ادارہ ہے، یہ کوئی آپشنل ادارہ نہیں ہے۔ لیکن اس کی جو مٹی پلید کی گئی وہ ایک بہت بڑا المیہ ہے اور اس سے بھی بڑا المیہ یہ ہے کہ ہمارے دینی طبقات نے بھی اس کے خلاف آواز ہی نہیں اُٹھائی۔ حتیٰ کہ دینی جماعتوں کے جو نمائندے اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے بھی کبھی آواز نہیں اُٹھائی۔ ورنہ اسی بنیاد پر عوام کو کھڑا کیا جا سکتا تھا کہ ہمارے اُوپر ابھی تک ملکہ وکٹوریہ کا نظام مسلط ہے اور سارے قوانین انگریز کے بنائے ہوئے چل رہے ہیں۔

اسلامی نظریاتی کونسل نے 8 ہزار سے زائد ایسے قوانین کی نشاندہی کی تھی جو غیر اسلامی ہیں اور ان کے متبادل بھی انہوں نے تجویز کیے تھے لیکن وہ سارا کام کباڑ خانے کی زینت بنا ہوا ہے۔ حالانکہ اسلامی ریاست کا بنیادی اُصول قرآن نے یہ بتایا تھا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں ہونی چاہیے اور اسی اُصول کے تحت اسلامی نظریاتی کونسل وجود میں آئی تھی۔ اگر اس کی سفارشات پر عمل درآمد ہوتا تو آج سے 25،30 سال پہلے ہی پورے قوانین اسلامی ہو چکی ہوتے لیکن کسی ایک قانون کو بھی اس کی روشنی میں نہیں بدلا گیا۔ یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے۔

اسی سورۂ مبارکہ میں ریاست کی دوسری اہم ذمہ داری کا ذکر آیا: ''اے اہلِ ایمان! اپنی آواز کبھی بلند نہ کرنا نبی (ﷺ) کی آواز پر اور نہ انہیں اس طرح آواز دے کر پکارنا جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو بلند آواز سے پکارتے ہو مبادا تمہارے سارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔'' (الحجرات:2)

ہر قوم اور ہر ریاست کا ایک مرکز ملت ہوتا ہے۔ اس کے لیے ہیرو تراشے جاتے ہیں، کچھ لوگوں کا امیج بلند کیا جاتا ہے، عوام کی ایک جذباتی وابستگی پیدا کی جاتی ہے اور یہ سب مصنوعی طور پر کیا جاتا ہے تاکہ کسی بھی ایشو کے اُوپر قوم کو اکٹھا کیا جا سکے۔ یہ قوموں کی ایک ضرورت ہوتی ہے کیونکہ یہ انسانی فطرت کا حصہ ہے اور جو نظریاتی مملکت ہو اس کے لیے تو یہ بہت ضروری ہے کہ اس کا کوئی مرکز ملت ہو۔ چنانچہ اس اُمت میں جیسا کہ اقبال نے کہا کہ ؎

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر!

تو اس اُمت کو متحد رکھنے والی شخصیت محمد رسول اللہ ﷺ کی ہے۔ کیونکہ محمد رسول اللہ ﷺ وہ شخصیت ہیں جن کو مرکز ملت کی حیثیت حاصل ہے اور یہ کوئی ایسی شخصیت نہیں کہ ان کو مصنوعی طور پر تراشا گیا ہو (معاذ اللہ) بلکہ یہ واقعی محبوب رب العالمینؐ ہیں اور قرآن مجید نے تو رحمۃ للعالمینؐ کا جو لقب دیا ہے اس سے اُونچا کوئی مقام ہو ہی نہیں سکتا کہ آپ ﷺ صرف مسلمانوں کے لیے نہیں بلکہ تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ کا ادب واحترام

---

**پریس ریلیز 17 نومبر 2017ء**

## امریکہ پاکستان کے دینی اور قومی معاملات میں دخل اندازی بند کرے

## امریکہ اپنے اطوار درست کرے اور مسلمان ممالک میں خون کی ہولی کھیلنے سے باز رہے

## حکومت امریکی مطالبات پر خاموشی کی بجائے اُسے منہ توڑ جواب دے

### حافظ عاکف سعید

امریکہ پاکستان کے دینی اور قومی معاملات میں دخل اندازی بند کرے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ امیر تنظیم ہیومن رائٹس کونسل میں امریکہ کے مستقل مندوب کی جنیوا میں تقریر پر تبصرہ کر رہے تھے، جس میں اُنہوں نے حاکمانہ انداز میں پاکستان سے مطالبہ کیا ہے کہ پاکستان توہین رسالت کے قانون کو ختم کرے اور قادیانیوں کو دوسرے مسلمانوں جیسے حقوق دے اور عام مجرموں کو سزائے موت دینے سے گریز کرے۔ امیر تنظیم نے کہا کہ امریکہ پاکستان کے غم میں دبلا ہونے کی بجائے اپنے اطوار درست کرے اور ریاستی دہشت گردی کا ارتکاب کرنے اور مسلمان ممالک میں خون کی ہولی کھیلنے سے باز رہے۔ اُنہوں نے کہا کہ حکومت نے ختم نبوت کے حوالے سے منسوخ کردہ تمام شقات کو بحال کرنے میں اگرچہ دیر کی ہے بہر حال دیر آید درست آید کے مصداق ہم حکومت کے اس فیصلے کی تحسین کرتے ہیں۔ اور حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ امریکہ کے ایسے مطالبات پر خاموشی اختیار کرنے کی بجائے اُسے منہ توڑ جواب دیا جائے کہ وہ اپنے کام سے کام رکھے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی)

انتہائی ضروری ہے۔ بلکہ اس حوالے سے بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ اس حوالے سے مولانا ظفر علی خان نے بہت عمدہ ترجمانی کی ہے:

نماز اچھی، زکوٰۃ اچھی، حج اچھا اور روزہ بھی اچھا
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ یثرب کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

چنانچہ اس آیت میں جو کہا گیا ہے کہ اپنی آواز کو کبھی بھی حضور ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو تو آج کے دور میں چونکہ حضور ﷺ ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں لہٰذا اس آیت کا اطلاق اس بات پر ہوگا کہ ہماری زبان سے کوئی بھی لفظ ایسا نہ نکلے جو آپ ﷺ کے ادب و احترام کے منافی ہو۔ اور اس کا دوسرا مطلب یہ ہوگا کہ اگر کوئی ہمارے سامنے حضور ﷺ کا کوئی قول پیش کرے تو ہمیں تحقیق کا حق حاصل ہے کہ حدیث صحیح ہے یا یہ بندہ اپنی طرف سے کہہ رہا ہے لیکن یہ حق کسی مسلمان کو حاصل نہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان سنتے ہی کہہ دے کہ میں اس کو نہیں مانتا۔ کیونکہ یہ اپنی آواز کو نبی ﷺ کی آواز سے بلند کرنے کے مترادف ہوگا۔

ریاست کی تیسری اہم ذمہ داری افواہوں کی روک تھام ہے جس کے متعلق ہم پڑھ چکے ہیں لیکن اسی کے ذیل میں آگے ایک حکم یہ بھی آیا کہ:

﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ﴾ ''اور جان لو کہ تمہارے مابین اللہ کے رسول ﷺ موجود ہیں۔ اگر وہ تمہارا کہنا مانا کریں اکثر معاملات میں تو تم لوگ مشکل میں پڑ جاؤ لیکن (اے نبی ﷺ کے ساتھیو!) اللہ نے تمہارے نزدیک ایمان کو بہت محبوب بنا دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں کے اندر کھبا دیا ہے اور اُس نے تمہارے نزدیک بہت ناپسندیدہ بنا دیا ہے کفر، فسق اور نافرمانی کو''۔

یہاں ایک طرف صحابہؓ کو یہ راہنمائی دی گئی ہے کہ اگر کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو لیکن ساتھ ہی صحابہؓ کی بھی مدح فرمائی گئی ہے۔ اس لیے کہ حضور ﷺ کے بعد اس اُمت میں صحابہ کرامؓ کا مقام ہے جو حضور ﷺ کے سچے دست و بازو بنے۔ یہاں اللہ خود گواہی دے رہا ہے کہ اُس نے صحابہؓ کے دلوں میں ایمان کی محبت جاگزیں کر دی ہے اور گناہ کی باتوں، جھوٹی باتوں، نافرمانی کی باتوں سے کراہت پیدا کر دی ہے۔ لہٰذا اب دل اُس طرف جاتا ہی نہیں۔ اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ اس امت میں بڑے سے بڑے ولی کا ایمان بھی صحابہؓ کے ایمان کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا۔ اس لیے کہ انہوں نے آپ ﷺ سے براہِ راست تربیت پائی ہے اور آپ ﷺ کی صحبت سے فیض پایا ہے، لہٰذا وہ اپنی نوعیت کا ایک منفرد ایمان ہے۔

﴿اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝٧﴾ ''یہی لوگ ہیں جو صحیح راستے پر ہیں۔''

﴿فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝٨﴾ ''اللہ کی طرف سے بہت بڑے فضل اور انعام کی بنا پر۔ اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا' کمال حکمت والا ہے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ کتاب و سنت کے بعد صحابہ کرامؓ کا عمل بھی اپنی جگہ حجت ہے۔ اس لیے کہ قرآن نے کہہ دیا کہ وہ رشد و ہدایت کے راستے پر گامزن ہیں۔ لہٰذا دین کے حوالے سے جو تعبیرات اور تشریحات ان کی ہیں وہ بالکل صحیح ہیں۔ اب جو اللہ کے دشمن ہیں وہی صحابہؓ سے بغض رکھنے والے ہیں۔ اس سے پچھلی سورت (الفتح) کا اختتام اسی بات پر ہو رہا ہے کہ جب حضور ﷺ کی امت پھلتی پھولتی ہے تو جو اصل دشمن ہیں ان کے دل جلتے، کڑھتے ہیں۔ اب جس کا دل جماعت صحابہؓ سے کڑھ رہا ہو وہ اپنا مقام خود ہی معین کر لے۔ اس لیے کہ صحابہؓ تو دین میں حجت ہیں۔ اسی لیے ہمارے تمام فقہاء صحابہؓ کے قول اور عمل کو بھی حدیث کے زمرے میں رکھتے ہیں۔ اس کے بعد اگلی بحث جو آ رہی ہے اس کا تعلق بھی ریاست کے ایک بہت اہم ایشو کے ساتھ ہے۔

﴿وَاِنْ طَاۗىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ﴾ ''اور اگر اہل ایمان میں سے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرا دیا کرو۔''

یہ ناممکن نہیں ہے کہ اسلامی ریاست میں دو گروہ ایک دوسرے کے خلاف ہتھیار اُٹھا لیں۔ کیونکہ انسان کا نفس بھی انسان کو اُکساتا ہے، شیطان بھی انسان کا دشمن ہے اور کسی غلط افواہ کی بناء پر غلط فہمیاں بھی پیدا ہو سکتی ہیں۔ لہٰذا اب یہ نہیں کہ جو لڑتا ہے تو بے شک لڑتا مرتا رہے۔ جیسے آج کل ہمارے ہاں رواج ہے بلکہ پوری دنیا کی پالیسی یہی ہے کہ اگر کہیں جھگڑا ہو گیا ہے تو آپ خواہ مخواہ جا کر ان کی صلح کرانے کی کوشش نہ کریں بلکہ اپنے کام سے کام رکھیں۔ نہیں! بلکہ یہ ریاست کی بھی ذمہ داری ہے اور مسلم کمیونٹی پر بھی یہ واجب ہے کہ وہ ان میں صلح صفائی کروائے

﴿فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَي الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ﴾ ''پھر اگر ان میں سے ایک فریق دوسرے پر زیادتی کر رہا ہو تو تم جنگ کرو اس کے ساتھ جو زیادتی کر رہا ہے''

جب مسلمان صلح صفائی کروانے آئیں گے تو فریقین کی بات سننے کے بعد منکشف ہوگا کہ کون زیادتی کر رہا ہے؟ اب اگر وہ باز نہیں آتا تو سارے مل کر اس کے خلاف ایکشن لیں۔

﴿حَتّٰى تَفِيْۗءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَاۗءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝٩﴾ ''یہاں تک کہ وہ لوٹ آئے اللہ کے حکم کی طرف۔ پھر اگر وہ لوٹ آئے تو ان دونوں کے درمیان صلح کرا دو عدل کے ساتھ اور دیکھو! انصاف کرنا۔ بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔''

گویا اب مسلم کمیونٹی کا فیصلہ ہی اللہ کا فیصلہ تصور ہوگا۔ اس لیے کہ اسلامی ریاست میں مسلم کمیونٹی کا ہر فیصلہ قرآن و سنت کے مطابق ہوگا۔ لہٰذا باغی فریق کو اس کے سامنے جھکنا پڑے گا۔ اس صورت میں یہاں خصوصی تاکید ہے کہ عدل و انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے دونوں کے درمیان صلح کرائی جائے۔ کیونکہ اگر انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہوں گے تو معاشرے سے ظلم و فساد کبھی ختم نہیں ہوگا۔ اسی لیے آگے یہاں تک کہا گیا کہ:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ﴾ ''یقیناً تمام اہل ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں پس اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرا دیا کرو۔''

جیسے ایک گھرانے کے دو افراد جو بھائی بھائی ہوں، آپس میں لڑیں تو ساری برادری کو تشویش و پریشانی ہوتی ہے اور یقینی طور پر یہ تشویش حق بجانب ہے۔ پھر جو بڑے اور سمجھدار ہوں گے وہ اس لڑائی کو ختم کرانے کی کوشش کریں گے۔ یہ پوری اُمت مسلمہ بھی ایک کنبہ کی طرح ہے۔ اگر کسی ایک حصہ میں لڑائی ہو رہی ہے تو بقیہ پوری اُمت کو اپنا رول ادا کرنا ہوگا۔

﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝١٠﴾ ''اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو' تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

ان سارے احکامات پر عمل تبھی ہوگا جب دل میں خدا خوفی موجود ہوگی۔ اگر وہی نہیں ہے تو پھر وہی ہوگا جو آج ہو رہا ہے۔ اُمت مسلمہ کا حال دیکھ لیجئے۔ قرآن بار بار اسی کی تلقین کرتا ہے کہ تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں تقویٰ کی زندگی گزارنے کی اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

# سعودی عرب میں سیاسی انتشار

محترم حافظ عاکف سعید

اس وقت سب سے بڑی خبر جسے ایک المیہ بھی کہا جاسکتا ہے، وہ سعودی عرب کا سیاسی طوفان ہے جو حالیہ دنوں میں برپا ہوا ہے۔ یہ صورتحال پوری امت مسلمہ کے لیے انتہائی تشویشناک ہے۔ یہ ایک عجیب وغریب سیاسی طوفان ہے۔ 11 شہزادوں کے علاوہ وزراء اور بڑے کاروباری افراد بشمول رائل گارڈ کے سربراہ کو گرفتار کرلیا گیا ہے۔ گرفتارشدگان میں بڑے بڑے نام ہیں جن کی تعداد 201 تک پہنچ چکی ہے۔ یہ ایک انتہائی غیر معمولی واقعہ ہے۔ بدقسمتی سے جو کچھ نظر آرہا ہے اس میں ہم جیسے کوتاہ بینوں کے لیے خیر کا پہلو تلاش کرنا ممکن نظر نہیں آتا۔ حالات جس رخ پر جارہے ہیں، اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بغاوت اور وقت کی دجالی قوتوں کے ساتھ اپنی ہم آہنگی ثابت کرنے کے مظاہر ہیں۔ سعودی ولی عہد محمد بن سلمان کا واضح رجحان ماڈریٹ اسلام کی طرف ہے۔ انہوں نے اس جانب دھڑا دھڑ اقدامات بھی شروع کردیئے ہیں۔ لہٰذا یہ بدگمانی والا کوئی مسئلہ نہیں بلکہ نوشتۂ دیوار کی طرح نظر آنے والی حقیقت ہے۔ بعض پہلوؤں سے سعودی عرب میں اسلام کی جو رونق نظر آتی تھی اس کا ازالہ کرنے کے لیے وہ جہاد میں مصروف نظر آتے ہیں۔ چونکہ سارا اختیار ان کے پاس ہے، لہٰذا وہ اس کو پورے طور پر استعمال کررہے ہیں۔ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے یہودی داماد کا سعودی عرب کا خفیہ دورہ ہوا تھا جس کے بعد یہ سارے معاملات شروع ہوئے ہیں۔ لہٰذا یہ سارا کچھ اس دورے کے ساتھ واضح طور جڑا ہوا نظر آتا ہے۔ ہمارے لیے یہ بہت غور طلب بات ہے گو کہ ہم اس میں کوئی فیصلہ کن کردار تو ادا نہیں کرسکتے۔ البتہ حکومتی سطح پر انہیں سمجھانے کی کوشش کی جاسکتی ہے۔ بہرحال وہ وقت قریب آرہا ہے کہ جس کی خبر احادیث مبارکہ میں بڑی تفصیل سے دی گئی ہے۔ دجالی فتنے کی جو انتہا ہونی ہے، اس کی طرف اشارہ ہے۔ سارا سفر حیات اسی کی طرف بڑھتا نظر آرہا ہے۔ اسی میں یہ مرحلہ بھی آنا تھا کہ جب حضرت مہدیؒ کا بھی ظہور ہوگا اور اس کے کچھ عرصے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ اب جو حالات ہیں وہ بتارہے ہیں کہ اگلے مراحل کوئی زیادہ دور نہیں۔ چنانچہ جو حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ ایک بادشاہ کے مرنے پر تنازعہ کھڑا ہوگا جس سے عرب میں فساد پھیلے گا اور اس فساد کے نتیجے میں بڑی تباہی ہوگی۔ اسی زمانے میں امام مہدیؒ کا ظہور ہوگا۔ اس وقت جو دھماکہ خیز صورتحال سامنے آئی ہے، اس سے بڑا کوئی دھماکہ نہیں ہوسکتا۔ قرائن تو یہی بتا رہے ہیں۔ اصل حقیقت تو اللہ ہی کے علم میں ہے۔ دجال کی جو نشانیاں بتائی گئی تھیں وہ کافی عرصے پہلے سے نظر آنا شروع ہوچکی ہیں۔ یہ بے حیائی کا جو طوفان برپا ہے، یہ اسی کا مظہر ہے۔ سارا انحصار مادیت پر رہ گیا ہے۔ مادہ پرستی کا عروج ہی دراصل دجالی دور کا آغاز ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ مادہ پرستی اپنے عروج پر پہنچ چکی ہے۔ دنیا کا بہت زیادہ مزین ہوجانا اور اس کی رونقوں کا اپنے عروج پر پہنچ جانا ان باتوں کی علامت ہے جن کی احادیث مبارکہ میں پیشگوئیاں کی گئی ہیں۔ دجال کے بارے میں جو نشانیاں بتائی گئی ہیں، وہ اس دور کی زبان میں ہیں لیکن جب ذرا غور سے ان کا مطالعہ کیا جائے تو اس نتیجے پر بآسانی پہنچا جاسکتا ہے کہ اس دور کی ساری علامات اب ظاہر ہونا شروع ہوگئی ہیں۔ ان میں ایک بہت بڑی علامت سعودی عرب میں برپا ہونے والا سیاسی دھماکہ ہے جسے اس سفر کا سنگ میل قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس کے بعد وہ حالات سامنے آئیں گے جب خیر کی طرف بھی پیش قدمی ہوگی۔ لیکن اس سے پہلے عربوں کا بہت بڑے پیمانے پر قتل عام احادیث سے ثابت ہے۔ عربوں پر جو قیامت آنی ہے اس کے بارے میں بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے 1991ء میں کہا تھا کہ تیسری عالمی جنگ مشرق وسطیٰ کے میدان میں لڑی جائے گی اور اس کا سارا نقصان عربوں کو پہنچے گا۔ اس وقت دنیا کے بڑے ممالک جو قوت کے حامل ہیں، ان سب کے مفادات مشرق وسطیٰ سے ہی وابستہ ہیں جو میدان جنگ بن چکا ہے۔ شامیوں اور عراقیوں پر تباہی مچ چکی اور جس کا سلسلہ ہنوز جاری ہے اور آئندہ بھی جاری رہے گی۔ یہ اس بات کی سزا ہے جو ہم نے اللہ کے دین کے ساتھ غداری اور بے وفائی کا رویہ اختیار کیا ہوا ہے۔

اللہ کی سنت کا یہ ظہور ہے۔ اس سے پہلے بنی اسرائیل پر بھی بڑے بڑے عذاب آئے تھے کیونکہ انہوں نے بھی اسی طرح اللہ کے دین سے بیوفائی کی تھی۔ ہم تو اللہ تعالیٰ کے دین کی غداری میں بنی اسرائیل سے کافی آگے بڑھ چکے ہیں۔ اللہ کا قانون تو سب کے لیے ایک ہی ہے۔ اللہ کی سنت نہیں بدلتی۔ اسی سنت کا ظہور اب مسلمانوں پر ہوتا نظر آتا ہے۔ دنیا میں 57 مسلم ممالک ہیں۔ ایک ملک میں بھی اللہ کا دین قائم و نافذ نہیں۔ عربوں نے جو اللہ کے دین سے بیوفائی کی انتہا کی ہے، اس کا نتیجہ اب نکلنے والا ہے۔ لیکن ساتھ ہی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی یہ بات بھی یاد آجاتی ہے کہ امت مسلمہ میں دوسرے بڑے مجرم ہم مسلمانان پاکستان ہیں۔ پہلے نمبر پر تو عرب ہیں جن کی زبان میں قرآن نازل ہوا۔ ہم کو اللہ نے ایک آزاد خطہ عطا فرمایا کیونکہ ہم نے کلمہ طیبہ کے حوالے سے دعائیں مانگی تھیں۔ ہمیں اللہ کی تائید غیبی سے آزادی ملی لیکن ہم نے بھی اللہ کے دین کے ساتھ جو غداری اور بیوفائی کا رویہ اختیار کیا ہوا ہے، وہ بھی اپنی جگہ ایک مستقل حقیقت ہے۔ لہٰذا نتیجہ تو نکلنا ہے۔ البتہ جو اللہ کے سچے وفادار ہوں گے، اللہ تعالیٰ انہیں اپنی حفاظت میں لے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

احادیث مبارکہ میں اس دور کی جو علامات بیان فرمائی گئی ہیں اس سے واضح طور پر نظر آرہا ہے کہ وہ دور اب شروع ہوچکا ہے۔ اس کا دوسرا رخ یہ بھی ہے کہ اس دور کو بھی گزر جانا ہے جس کے بعد مسلمانوں کی کامیابیوں کا دور شروع ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حقیقی وفاداروں کو کامیابی عطا فرمائے گا۔ میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس دور کے آثار بھی شروع ہوچکے ہیں۔ گزشتہ 15 سال سے ساری دنیا مل کر زور لگارہی ہے کہ طالبان افغانستان کو ختم کردیا جائے۔ ساری ٹیکنالوجی استعمال کی جارہی ہے۔ ہر قسم کے اسلحے استعمال کیے جارہے ہیں۔ پچھلے دنوں طالبان افغانستان نے کسی جھڑپ کے دوران (باقی صفحہ 15 پر)

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

# مردِ حُر 3

9 سرِّ دیں ما را خبر ، او را نظر — او درونِ خانہ ، ما بیرونِ در

دین کے راز ہم کو خبر سے اور اُس کو نظر سے حاصل ہوتے ہیں گویا وہ کارکنانِ کون ومکاں میں شامل اور ہم (اہلِ خانہ سے) باہر ہیں

10 ما کلیسا دوست! ما مسجد فروش! — او ز دستِ مصطفےٰ ﷺ پیمانہ نوش

ہم کلیسا (مغربی استعمار کے) دوست اور مسجد (دین اسلام کی اقدار اور نفاذ) فروش ہیں اور وہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے (خاص تعلق دار ہیں کہ ان کے) دستِ مبارک سے جام نوش کرتا ہے

11 نے مغاں را بندہ ، نے ساغر بدست — ما تہی پیمانہ ، او مستِ الست

دین سے دوری اختیار کر کے روئے ارضی پر نہ ہم پیرِ مغان کے غلام ہیں نہ ہمارے ہاتھ میں جام ہے ہمارا جام خالی ہے اور وہ شرابِ الست میں مست ہے

12 چہرۂ گل از نمِ او احمر است — ز آتشِ ما دودِ او روشن تر است!

(دنیا میں) گلاب کا چہرہ اس کی (سرگرمیوں میں خلوص کی) نمی سے سرخ ہے اس (کے جذبے عمل کی آگ) کا دھواں ہماری (دنیوی اغراض کے لیے محنت کی) آگ سے زیادہ روشن ہے

9۔ آسمانی ہدایت پر انگریزی محاورے IN LETTER AND SPIRIT چلنے کے لیے احکامِ الٰہی کی پیروی کے ساتھ معرفتِ خداوندی میں سے وافر حصہ پانا ضروری ہے نیز اس کا کامل نمونہ خود حضرت محمد ﷺ ہیں لہٰذا ان کی اطاعت اور اُسوہ کی پیروی بھی ضروری ہے۔ مسلمانوں میں مردِ حُر ـــــ وہی شخص کہلا سکتا ہے جو ان امورِ ثلاثہ میں مبتدی نہیں بلکہ منتہی کے درجے کے زیادہ قریب ہو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی درجے کے مردانِ حُر کی حقیقی اور زندہ مثال تھے اور بعد میں بھی امتِ مسلمہ میں اس راہ کے مسافروں میں مجددینِ امت نے بے پناہ کارنامے سرانجام دیے ہیں اور قربانیوں کی داستانیں رقم کی ہیں۔ علامہ اقبال ایسے ہی چنیدہ اور تربیت یافتہ مسلمان زعماء کے لیے فرماتے ہیں یہ مردانِ حُر اللہ کی معرفت کی وجہ سے صرف جسدِ انسانی پر نگاہ نہیں رکھتے بلکہ انسان کی روح کی بالیدگی و پاکیزگی اور تقربِ الٰہی کے مراتب میں سے حصہ پاتے ہیں ان کے لیے دین روحانی اعتبار سے 'مشاہدہ' اور نظر کے درجے کی شئے ہے جبکہ عام مسلمانوں ہی نہیں بہت سے آج کے مسلمان زعماء کے لیے دین کے لیے جدوجہد کی باطنی کیفیات 'خبر' کی حیثیت رکھتی ہیں۔ حضرت محمد ﷺ کے دین کے حقیقی خادم ظاہر کے ساتھ باطن، جسد کے ساتھ روح، دنیا کے ساتھ آخرت اور کائنات کے ساتھ ذاتِ خداوندی پر نگاہ مرکوز رکھ کر زندگی گزارتے ہیں جبکہ ہماری جدوجہد کی ناکامیوں کا اصل سبب ہی یہی ہے۔ مردانِ حُر اندر کی خبر رکھتے ہیں اور حالات و واقعات کی تکوینی نبض پر ہاتھ ہوتا ہے جبکہ بے عمل مسلمان زعماء باہر سے مشاہدہ کر کے حالات کا اندازہ لگاتے ہیں بقول اقبال۔

حادثہ وہ جو ابھی پردۂ افلاک میں ہے
عکس اس کا میرے آئینۂ ادراک میں ہے

سیّدنا حضرت محمد ﷺ کی قربِ قیامت کی پیشین گوئیاں بھی اسی قبیل کی شے ہیں اور بعد کے مجدّدین امت کے کارنامے اور کامیابیاں بھی اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

10۔ علامہ اقبال اپنے دور کے آزادی کے لیے جدوجہد کا نام لینے والے بہت سے زعماء کے کردار کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں کہ ہم صیہونی مغربی استعمار کے دوست اور اس سے مفاد اٹھاتے ہیں اور ہم مسجد فروش ہیں یعنی دینِ مصطفےٰ ﷺ کی اقدار کو پامال ہوتے دیکھ کر بے عمل بیٹھے رہتے ہیں اور مردانِ حُر ـــــ دین کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا کر کامیابیوں اور کامرانیوں سے سرفراز ہو کر سیّدنا حضرت محمد ﷺ کے ہاتھوں ملاءِ اعلیٰ میں جنت کے 'جامِ وصول' کر رہے ہوتے ہیں۔

11۔ ہم صیہونی مغربی استعمار سے دوستی کر کے اور مغربی طرزِ زندگی اختیار کر کے بھی مغرب کا اعتماد حاصل نہیں کر سکے اس لیے کہ غدار غدار ہی ہوتا ہے دشمن بھی جانتا ہوتا ہے کہ جو اپنی قوم، قبیلہ اور ہم مذہب لوگوں کا وفادار نہیں وہ ہمارا کہاں سے وفادار ہوگا اور دشمن ہمیں ذلیل کرتا رہتا ہے۔ نہ ہمارے پاس دین ہے نہ دنیا جبکہ مخلص 'مردِ حُر' ایمان اور احسان کے درجات میں مستِ الست، کردار کا پختہ، اپنی دھن کا پکا ہوتا ہے۔ اُسے کوئی خوف لاحق نہیں ہوتا۔

12۔ لائقِ تحسین ہے ایسا 'مردِ حُر' کہ ایسے پاکیزہ کردار کے نور کی کرنیں پوری پوری قوم کو منور کر دیتی ہیں حتیٰ کہ چمن میں گلاب کے پھول کی سُرخی بھی اسی مردِ حُر کے جذبۂ حریت کی وجہ سے ہے یعنی قوم میں ایک مردِ حُر پیدا ہو جائے تو اس کے کردار کی روشنی سے کئی مخلص اور باکردار قیادتیں چاہے وہ علاقائی ہوں، چمن میں پھولوں کی طرح کھل اٹھتی ہیں۔ مردِ حُر کی شمع بجھ بھی جائے تو اس شمع سے نکلنے والا دھواں زیادہ چمک دار اور روشن ہوتا ہے یعنی مردِ حُر وفات کے بعد بھی اپنے کردار کی ضیا پاشیوں سے آزادی کے متوالوں کو روشنی بخشتا رہتا ہے اور نصف النہار کے سورج کی طرح دوسروں کو فیض یاب کرتا رہتا ہے۔

سعودی عرب میں جنم لینے والے انتشار پر ہماری تشویش برحق ہے۔ لیکن ہمیں اپنے بارے میں بھی سوچنا چاہیے کیونکہ پاکستان ہی گریٹر اسرائیل کے راستے میں وہ واحد کانٹا ہے جسے یہود وہنود صاف کرنا چاہتے ہیں: ایوب بیگ مرزا

سعودی عرب میں ہونے والی گرفتاریاں سیاسی ہیں کیونکہ محمد بن سلمان چاہتے ہیں کہ ان کے اقتدار کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ رہے: ڈاکٹر غلام مرتضیٰ

حضرت مہدی کے بارے میں جو حدیث ہے کہ ایک بادشاہ کے انتقال کے بعد عرب میں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی اور مہدی مدینہ سے نکل کر مکہ میں جا کر چھپ جائیں گے۔ موجودہ حالات اس حدیث کی طرف اشارہ کر رہے ہیں: آصف حمید

# سعودی شہزادوں کی گرفتاریاں: وجہ کرپشن یا اقتدار کی جنگ؟ کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

**سوال**: سعودی عرب میں کرپشن اور منی لانڈرنگ کے الزام میں 11 شہزادوں سمیت درجنوں افراد گرفتار ہوئے جبکہ کرپشن اور منی لانڈرنگ کا کوئی سکینڈل منظر عام پر نہیں تھا۔ اصل ماجرا کیا ہے؟

**ایوب بیگ مرزا**: جیسا کہ آپ نے کہا کہ گرفتار ہونے والوں میں 11 شہزادے، کئی سابق وموجودہ وزراء، اعلیٰ عہدیدار اور کاروباری شخصیات شامل ہیں۔ ظاہر ہے یہ سب بااثر لوگ تھے۔ جبکہ وہاں میڈیا آزاد نہیں ہے۔ اس لیے کوئی سکینڈل سامنے نہیں آیا۔ کرپشن کا مرض ایک عالمی سطح کا مرض ہے اور یقیناً اس میں سعودی عرب کے لوگ بھی ملوث ہوں گے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا کرپشن پہلے وہاں نہیں تھی؟ یہ گرفتاریاں اب کیوں ہوئی ہیں؟ میری ذاتی رائے میں جس طرح شاہ سلمان نے ٹرمپ کو دعوت دی، اُس کا فقید المثال استقبال کیا اور اسلامی ممالک کے سربراہوں کو اس کے سامنے بٹھا دیا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سعودی عرب کے بادشاہ نے یہ محسوس کیا کہ ان کے اقتدار کی مضبوطی کے لیے امریکہ کی پشت پناہی ناگزیر ہو چکی ہے۔ اسی طرح دوسرے بھی کئی سعودی شہزادے اپنے اقتدار کا راستہ ہموار کرنے کے لیے امریکہ کی خوشنودی حاصل کرنے کی دوڑ میں شامل تھے لہٰذا میں سمجھتا ہوں یہ اپنے اپنے اقتدار کے حصول کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ ولی عہد محمد بن سلمان کا رویہ بہت لبرل ہے اور وہ اپنا جھکاؤ امریکہ کی طرف زیادہ رکھتے ہیں۔ اگرچہ گرفتار شدہ لوگوں میں ولید بن طلال جیسے لوگ بھی شامل تھے جو امریکہ کے بہت قریبی ہیں۔ لیکن اصل میں فرمانروائی اس وقت ولی عہد محمد بن سلمان کی چل رہی ہے۔ بادشاہ کی حیثیت رسمی سی رہ گئی ہے۔ ولی عہد ابھی نوجوان ہیں۔ لہٰذا وہ ایسے اقدامات کر رہے ہیں کہ جب وہ بادشاہ بنیں تو ان کا راستہ بالکل صاف ہو۔ یعنی وہ تمام لوگ جو ان کے اقتدار کے راستے میں آسکتے تھے ان کو کنارے پر لگا دیا گیا ہے تاکہ وہ اقتدار کی سیڑھی پر قدم بھی نہ رکھ سکیں اور ان کا اپنا اقتدار مستحکم اور دیرپا بھی ہو۔

**سوال**: ایوب بیگ صاحب کا تجزیہ ہے کہ ان لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے جو بادشاہت کی دوڑ میں شامل تھے یا جو اس دوڑ میں شامل لوگوں کے حمایتی تھے۔ کیا آپ ان سے اتفاق کرتے ہیں؟

مرتب: محمد رفیق چودھری

**ڈاکٹر غلام مرتضیٰ**: یہ ایک حقیقت ہے کہ سعودی عرب میں بادشاہت کا نظام رائج ہے۔ عبدالعزیز بن سعود سے یہ بادشاہت چلی تھی۔ اس کے بعد یہ بادشاہت ان کے بیٹوں میں منتقل ہوگئی تھی۔ ان کے 45 بیٹے تھے لیکن ان میں دس ایسے تھے جن میں یہ بادشاہت ترتیب سے چل رہی تھی۔ موجودہ شاہ سلمان ان کے آخری بیٹے ہیں۔ یہ 2015ء میں بادشاہ بنے اور اس وقت ان کی عمر 82 سال ہے۔ لہٰذا اب بادشاہت اگلی نسل میں منتقل ہونی ہے۔ شروع میں انہوں نے اپنے بھتیجے محمد بن نائف کو ولی عہد نامزد کیا تھا لیکن کچھ عرصہ پہلے انہوں نے ان کو معزول کر کے اپنے بیٹے محمد بن سلمان کو ولی عہد بنا لیا جو اس وقت وزیر دفاع تھے۔ یعنی محمد بن سلمان نے اسی وقت سے اپنا دائرہ کار وسیع کرنے کی کوششیں شروع کر دی تھیں۔ سعودی شہزادے ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ پہلے ان کے درمیان جو اختلافات رونما ہوتے تھے وہ مشاورت سے اندر ہی اندر طے کر لیے جاتے تھے۔ ان کو باہر نہیں آنے دیا جاتا تھا۔ لیکن اب جو نوجوان ولی عہد بنے ہیں وہ جوشیلے بھی ہیں اور بڑی تیز رفتاری سے تبدیلی لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ چونکہ شاہ سلمان کی عمر بھی کافی ہو چکی ہے، ان کی یادداشت بھی کمزور ہو چکی ہے لہٰذا اب سارا اقتدار محمد بن سلمان کے پاس آ گیا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ آئندہ اقتدار کی منتقلی کے وقت جو رسہ کشی ہونی ہے اور اپنی اپنی طاقت کا مظاہرہ ہونا ہے اُسے پہلے ہی کنٹرول کر لیا جائے تاکہ ان کے اقتدار کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ رہے۔

**سوال**: سعودیہ میں جاری احتسابی عمل کے نتیجے میں جو تبدیلیاں آئیں گی کیا ان کی وجہ سے سعودیہ کے اسلامی تشخص پر کوئی اثرات مرتب ہوں گے؟

**آصف حمید**: سعودی عرب کو ہم تقدس اور عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کیونکہ وہاں حرمین شریفین ہیں اور وہاں کے بادشاہ اپنے لیے خادم حرمین شریفین کا لقب استعمال کرتے ہیں۔ لیکن جب ہم سعودی حکومت کو دیکھتے ہیں تو ہمارے دل میں خوشی اور فخر کا احساس نہیں ہوتا کیونکہ سعودی حکومت نے اسلام اور مسلمانوں کے دشمن امریکہ سے دوستانہ تعلقات رکھے ہوئے ہیں اور سعودی شاہوں کا طرز زندگی بھی کوئی دینی نہیں ہے جو دنیا کے لیے رول ماڈل ہو۔ لہٰذا جب بھی ہم اس تناظر میں دیکھیں گے تو ہمارے دل میں ندامت کا احساس پیدا ہوگا۔ دنیوی لحاظ سے دیکھا جائے تو جس طرح پاکستان میں کرپٹ لوگ موجود ہیں اسی طرح وہاں بھی کرپٹ لوگ موجود ہیں۔ سعودی عرب میں جو لوگ کام کرتے ہیں وہ بتاتے ہیں کہ جتنی حق تلفی مزدوروں کی وہاں پر ہو رہی ہے کہیں اور نہیں ہو رہی۔ لیکن معاملہ یہ ہے کہ سعودی عرب کے معاملات

سے ہم دین کو الگ بھی نہیں کر سکتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی جو احادیث قربِ قیامت کے حوالے سے ہیں یا الملحمۃ عظمیٰ کے حوالے سے یا حضرت مہدی کے حوالے سے ہیں ان میں مکہ اور مدینہ بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس وقت تمام حالات اسی طرف جا رہے ہیں۔ بالفور ڈیکلریشن سے گریٹر اسرائیل کا جو منصوبہ شروع ہوا تھا اس کو اب سو سال پورے ہو چکے ہیں۔ لہٰذا اس وقت دنیا کا نمبر ون ایجنڈا گریٹر اسرائیل ہے۔ ٹرمپ جیسے بدنام زمانہ شخص کا صدر بننا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ اب حالات بہت تیزی سے بدلیں گے۔ لہٰذا دنیا کو چلانے والے فنکار کسی اور تیور میں دکھائی دیتے ہیں۔ سعودی بادشاہ عبدالعزیز سے لے کر آج تک سعودیہ میں ایسے بُرے حالات کبھی پیدا نہیں ہوئے۔ حضرت مہدی کے بارے میں جو حدیث ہے کہ ایک بادشاہ کے انتقال کے بعد عرب میں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی اور مہدی مدینہ سے نکل کر مکہ میں جا کر چھپ جائیں گے۔ موجودہ حالات اس حدیث کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

**سوال**: آپ کا مطلب ہے شاہ سلمان کے انتقال کے بعد سعودی شہزادوں کے درمیان خانہ جنگی شروع ہو جائے گی؟

**آصف حمید**: خانہ جنگی کی صورت حال پیدا ہو چکی ہے۔ سعودی شہزادوں کے درمیان کھلی خانہ جنگی پہلے شروع نہیں ہوئی تھی جو اب ہونے جا رہی ہے۔ کیونکہ سعودی عرب میں بنیاد پرست مسلمانوں کو بڑی بُری طرح کچلا جا رہا ہے۔ اس وقت بھی موجودہ بادشاہ ٹرمپ کے ساتھ کھڑے ہیں۔ لہٰذا وہاں جو دینی انقلابی تحریکیں ہیں ان کو یہ مزید کچلنے کی کوشش کریں گے اور ناراض شہزادے بنیاد پرستوں کا ساتھ دیں گے جس کے نتیجے میں سعودی عرب کے حالات بہت تیزی سے خراب ہوں گے اور وہ کنٹرول نہیں ہو سکیں گے۔ میرا گمان یہ ہے کہ کرپشن کی کہانی صرف کہانی ہے اصل معاملہ یہ ہے کہ عالمی طاقتیں چاہتی ہیں کہ آنے والا سعودی بادشاہ محمد بن سلمان ہو۔ کیونکہ اس سے پہلے ہر بادشاہ بوڑھا ہوتا تھا اور جلدی مر جاتا تھا۔ محمد بن سلمان چونکہ نوجوان ہے اور لبرل بھی ہے اس لیے اس کے ذریعے عالمی طاقتیں اپنی پالیسیاں دیر تک جاری رکھ سکیں گی۔

**سوال**: کہا جا رہا ہے کہ اس مالی سکینڈل کے سامنے آنے سے پہلے صدر ٹرمپ کے یہودی داماد جو ٹرمپ کے مشیر بھی ہیں سعودیہ کا خفیہ دورہ کر چکے ہیں۔ کیا اس پورے احتسابی عمل کے پیچھے امریکہ کا کوئی ہاتھ ہے؟

**ایوب بیگ مرزا**: میری رائے میں امریکہ اس پورے عمل کی پشت پر ہے اور اس کے مشورے اور آشیرباد سے یہ سب کچھ ہوا ہے جس کے ذریعے ان تمام لوگوں کو دور کر دیا گیا ہے جو محمد بن سلمان کی بادشاہت کے راستے میں رکاوٹ تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ خود ریاست امریکہ کے بہت سے مفادات اس خطے سے وابستہ ہیں لیکن اصل مفاد اسرائیل کا ہے۔ جس نے پچھلے پچیس تیس سال سے ہر امریکی حکومت کو یرغمال بنا رکھا ہے کیونکہ یہودیوں کا سب سے بڑا مسئلہ گریٹر اسرائیل کا قیام ہے۔ لہٰذا امریکہ اس خطہ میں جو بھی کرتا ہے اس کے پیچھے اصل مفاد اسرائیل کا ہوتا ہے۔ میں بڑے افسوس کے ساتھ یہ بات کہوں گا، جیسے ہنری کسنجر نے کہا تھا کہ امریکہ اپنے دوست کے لیے جتنا خطرناک ہوتا ہے، اپنے دشمن کے لیے اتنا خطرناک نہیں ہوتا۔ لہٰذا سعودی حکمران یہ سمجھ لیں کہ امریکہ کی یہ دوستی نہ

> سعودی عرب میں جن بنیاد پرست مسلمانوں کو بُری طرح کچلا جا رہا ہے، ناراض شہزادے ان کے ساتھ مل جائیں گے اور سعودیہ کے حالات بہت تیزی سے خراب ہوں گے، جو کہ کنٹرول نہیں ہو سکیں گے۔

صرف سعودی حکومت کے لیے بلکہ پوری سعودی خاندان کے لیے انتہائی خطرناک ثابت ہوگی۔ مجھے تو یہ لیبیا والا معاملہ لگ رہا ہے۔ وہاں بھی کرنل قذافی کے بیٹے نے آخری وقت میں تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لیے تھے اور قذافی کی پالیسیوں کو بالکل ہی یوٹرن دے دیا تھا اور امریکہ کی پسند کی پالیسیاں اپنانی شروع کر دی تھیں۔ حتیٰ کہ اس نے اپنا ایٹمی بوریا بستر جہاز میں رکھ کر امریکہ کے حوالے کر دیا تھا۔ اس نے امریکہ کو ہر لحاظ سے خوش کرنے کی کوشش کی لیکن امریکہ نے فرانس کو راضی کرنے کے لیے اُسے لیبیا کی رشوت دے دی اور پھر فرانس نے وہاں ایک بغاوت برپا کی اور کرنل قذافی کو سڑکوں پر گھسیٹا گیا۔ یعنی امریکہ کی پشت پناہی لیبیا کے کسی کام نہ آسکی۔ اسی طرح کی کوششیں محمد بن سلمان کی ہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ وہاں حالات خراب ہوں کیونکہ وہ سرزمین ہمارے لیے بہت مقدس ہے۔ لیکن اگر حکومت کی پالیسیاں یہی رہیں اور اپنے ہر مخالف کو گرفتار کرنا شروع کر دیا تو پھر حالات نارمل نہیں رہ سکیں گے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ وہاں میڈیا آزاد نہیں ہے بلکہ وہاں تو منبر رسولؐ بھی آزاد نہیں ہے۔ وہاں سے وہی بات کہی جائے گی جو حکومت کہے گی۔ حکومت کے خلاف کوئی بات نہیں کہی جا سکے گی۔ لہٰذا اس صورت حال میں جبکہ بالکل بند فضا کا ماحول ہے، وہاں حالات زیادہ خراب ہوں گے اور یہ سب کچھ اسرائیل کے مفاد میں جائے گا۔

**سوال**: اسی دوران جب سعودیہ میں یہ گرفتاریاں ہوئی ہیں، وہاں دو شہزادوں کی ہلاکتیں بھی ہوئی ہیں۔ کیا یہ ہلاکتیں اتفاقیہ تھیں یا کوئی اور سبب تھا؟

**ڈاکٹر غلام مرتضیٰ**: ایک شہزادے کو جب گرفتار کرنے کے لیے گئے تو اس کے محافظوں کے ساتھ جھڑپ ہوئی اور کراس فائرنگ کے نتیجے میں اس کی موت واقع ہوئی۔ اس بارے میں کہا جا سکتا ہے اس شہزادے کا تعلق براہ راست گرفتاریوں کے معاملے سے تھا۔ لیکن دوسرے شہزادے کا طیارہ یمن کے بارڈر پر کریش ہوا جس میں اس کی موت ہوئی۔ اس کے بارے میں کوئی حتمی رائے نہیں دی جا سکتی کہ اصل معاملہ کیا ہے؟ یہ واقعات تو حال ہی کے ہیں اور عالمی پریس میں سامنے آئے ہیں لیکن اصل میں یہ پاور سٹرگل محمد بن سلمان کے ولی عہد بننے کے بعد شروع ہو چکی تھی کیونکہ دوسرے شہزادے جو دوسرے ممالک میں تھے وہ موجودہ حکومت کی پالیسیوں پر تنقید کر رہے تھے۔ ان کو وہاں سے اغوا کر کے سعودی عرب لے جایا گیا اور وہ ابھی تک غائب ہیں۔

**سوال**: سعودی علماء نے اس پورے عمل کی مکمل حمایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ کرپشن کے خلاف جنگ ایک مذہبی فریضہ کے طور پر انجام دی جانی چاہیے۔ کیا کرپشن اور منی لانڈرنگ کے ملزمان کو سزا مل پائے گی؟

**آصف حمید**: کرپشن کے خلاف جنگ ایک بڑا متنازع قسم کا جملہ ہے۔ دیکھنا یہ چاہیے کہ وہاں پر کرپشن سے پاک کون کون ہے۔ وہاں پر علماء دو طرح کے ہیں ایک وہ ہیں جو اس سے اتفاق نہیں کریں گے، وہ غائب ہو چکے ہیں یا غائب ہو جائیں گے۔ دوسرے وہ ہیں جو بادشاہ کے فرمان کو بیان کریں گے، ان کو آپ میڈیا میں ہر جگہ دیکھ لیں گے۔ وہاں بادشاہت کا ایک جبری نظام ہے۔ وہاں سے وہی خبریں آ رہی ہیں جن کو حکومت اپنی مرضی سے جاری کر رہی ہے۔ جو خبریں ان کی مرضی کی نہیں ہیں وہ نہیں سامنے آسکتیں۔ وہاں ابھی اتنی آزادی نہیں ہے جو کوئی ایسی حرکت کرے گا وہ عتاب کا شکار ہوگا۔ بہر حال قرآن مجید بھی کہتا ہے کہ

﴿وَّقُلۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهٖ لِبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اسۡكُنُوا الۡاَرۡضَ فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ الۡاٰخِرَةِ جِئۡنَا بِكُمۡ لَفِيۡفًا ﴿١٠٤﴾﴾

(بنی اسرائیل) ''اور اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ تم لوگ زمین میں آباد ہو جاؤ پھر جب آئے گا پچھلے وعدے کا وقت تو ہم لے آئیں گے تم سب کو سمیٹ کر۔''

بہت سے لوگ اس آیت سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اس میں گریٹر اسرائیل کا ذکر ہے۔ کیونکہ اس آیت میں بنی اسرائیل کا ہی ذکر ہے اور وہ سب اپنی تباہی سے قبل گریٹر اسرائیل کے نام پر جمع ہوں گے۔ ابھی حال ہی میں گریٹر یروشلم کا تصور آ گیا کہ اس میں نئی بستیاں بنی ہیں۔ تو اصل میں یہ اسی گیم کا حصہ ہے۔ ظاہر ہے وہ کھلم کھلا یہ نہیں کہیں گے کہ ہم گریٹر اسرائیل قائم کرنے والے ہیں۔ بلکہ وہ خفیہ پلاننگ کے ذریعے اپنے اُس ٹارگٹ کی طرف بڑھ رہے ہیں جو اُن کا عالمی حکومت کا خواب ہے۔ اس کے لیے وہ سو سال سے مسلسل لگے ہوئے ہیں۔ اگر ہم اُس تناظر میں دیکھیں تو ہر بات ہمیں سمجھ میں آتی چلی جائے گی۔

**سوال**: کرپشن اور منی لانڈرنگ کے کیسوں میں اتنے زیادہ لوگوں کے خلاف کارروائی کرنا سعودی عدلیہ کے لیے امتحان نہیں ہوگا؟

**ایوب بیگ مرزا**: وہاں کی عدلیہ جتنی بھی منصف ہو لیکن وہاں جو جبری بادشاہت کا نظام رائج ہے اس کو سامنے رکھیں تو اس بات کی توقع نہیں ہے کہ وہاں عدالت کے ذریعے کسی کا کوئی صحیح احتساب ہوگا۔

**سوال**: پچھلے دنوں ایک مثال سامنے آئی تھی کہ بادشاہ کے ہاتھ سے قتل ہو گیا تھا تو اس کا بھی سر قلم کیا گیا تھا؟

**آصف حمید**: مگر اس واقعہ کا تعلق بادشاہت کی دوڑ سے تھا اور نہ امریکہ کی وفاداری کے ساتھ تھا۔ وہاں پر شرعی قوانین نافذ ہیں، ہاتھ بھی کٹتے ہیں، قاتل کو قتل بھی کیا جاتا ہے۔ لہٰذا جہاں جہاں شریعت نافذ ہے ہمیں اس کی تحسین کرنی چاہیے اور جہاں پر شریعت کی صریحاً خلاف ورزی ہو رہی ہے اس پر ہمیں تنقید کرنی چاہیے۔

**ایوب بیگ مرزا**: اس حوالے سے دیکھا جائے تو وہ شہزادہ بھی نہیں بچا تھا جس نے شاہ فیصل کو قتل کیا تھا۔ لیکن اگر امریکہ کا کوئی معاملہ ہو یا سعودی اقتدار سے منسلک کوئی معاملہ ہوگا تو اس میں سعودی عدلیہ کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔ شریعت کے مطابق صرف وہی فیصلے ہوں گے جن کا تعلق اقتدار یا امریکی سرپرستی کے ساتھ نہیں ہوگا۔

**آصف حمید**: وہی محمد بن سلمان جس کے اقدامات کی امریکہ آج تعریف کر رہا ہے اگر کل سعودی حکومت محمد کے خلاف ہو جائے تو امریکہ اُس کے انہی اقدامات کے خلاف کیس بنا لے گا۔

**ایوب بیگ مرزا**: یعنی وہ امریکہ جو جمہوریت کا علمبردار ہے، جو آزادیوں کا علمبردار ہے، جو انسانی حقوق کا چیمپئن ہے، وہ یہ تعریف کر رہا ہے کہ تھوک کے حساب سے شہزادے بند کر دیے جائیں۔

**ڈاکٹر غلام مرتضیٰ**: بہت پہلے یہ بات آئی تھی کہ مشرقِ وسطیٰ کا نقشہ تبدیل کیا جا رہا ہے۔ بالفور ڈیکلریشن کے ذریعے پہلے خلافت عثمانیہ کا تیاپانچہ کیا گیا اور اس پورے خطے کو چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ اب ان کا نیا ایجنڈا عرب ممالک کی قوت کو ختم کرنا ہے۔ اس حوالے سے انہوں نے عرب اسپرنگ کے تحت

> نئے صیہونی نقشے میں انہوں نے سعودیہ کے بھی حصے بخرے کیے ہوئے ہیں۔ جس کے مطابق مقدس مقامات ویٹی کن سٹی کی طرح الگ کر دیے جائیں گے اور باقی سعودیہ کو بھی مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا جائے گا اور موجودہ حالات اسی طرف بڑھ رہے ہیں۔

پہلے عراق، پھر مصر اور لیبیا میں انتشار اور فساد پھیلا دیے۔ شام میں فساد ابھی جاری ہے۔ اسی طرح کا معاملہ لبنان میں ہو رہا ہے۔ ایک سعودی عرب بچا تھا اُس نے بھی امریکہ کے آگے سرِخم تسلیم کر لیا ہے۔ لیکن امریکہ نے ایسی چال چلی ہے کہ اب وہاں پر بھی انتشار کا بیج بو دیا ہے۔ وہاں عرب اسپرنگ ایک نئے انداز میں سامنے آئے گی۔ اپنے نئے نقشے میں انہوں نے سعودیہ کے بھی حصے بخرے کیے ہوئے ہیں۔ مقدس مقامات ویٹی کن سٹی کی طرح الگ کر دیے جائیں گے اور باقی سعودیہ کو بھی مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا جائے گا اور موجودہ حالات اسی طرف بڑھ رہے ہیں۔

**ایوب بیگ مرزا**: دوسروں کی بات کرتے ہوئے ہمیں اپنے گریبان میں بھی جھانک لینا چاہیے۔ ظاہر ہے ہمارا سعودی عرب سے بہت بنیادی اور روحانی تعلق ہے۔ لیکن ہم پاکستان کے باشندے ہیں۔ جس طرح امریکہ سعودی عرب یا دوسرے عرب ممالک میں اسرائیل کے کہنے پر چھترول کر رہا ہے، تو یاد رکھیں کہ اس وقت اسرائیل کو عالمی قوت تسلیم کرنے کے راستے میں پاکستان ایک رکاوٹ ہے۔ 1967ء میں عربوں کی پوزیشن کسی حد تک مضبوط تھی لیکن اس کے باوجود اسرائیلی وزیراعظم بن گوریان نے کہا تھا کہ یہ عرب ہمارا کچھ بگاڑ سکتے، اور نہ ہم ان کو کوئی اہمیت دیتے ہیں، البتہ ہمارا اصل، حقیقی اور جنم کا دشمن پاکستان ہے۔ لہٰذا آپ کو اپنی توجہ پاکستان پر مرکوز کرنا ہوگی۔ پاکستان ابھی تک اس لحاظ سے بچا ہوا ہے کہ وہ ایک ایٹمی اسلامی ملک ہے۔ اسرائیل، امریکہ اور بھارت اس حوالے سے کسی صورت پاکستان کو معاف نہیں کریں گے۔ لہٰذا سعودی عرب میں کیا ہو رہا ہے، وہاں انتشار کس طرح بڑھ رہا ہے، وہاں آنے والے حالات کس طرح بگڑ رہے ہیں، اس پر ہماری تشویش برحق ہے۔ لیکن ہمیں اپنے بارے میں بھی سوچنا چاہیے۔ کیونکہ پاکستان ہی گریٹر اسرائیل کے راستے میں وہ واحد کانٹا ہے جسے وہ صاف کرنا چاہتے ہیں۔

**آصف حمید**: سعودی عرب میں انتشار کے وہ منتظر تھے، کیونکہ وہاں کا انتشار ان کے مفاد میں ہے۔ قربِ قیامت کی احادیث میں حج کا موقوف ہو جانا بھی مذکور ہے۔ ظاہر ہے جب وہاں پر انتشار ہوگا تو حج موقوف ہو جائے گا۔ افسوس کا مقام یہ ہے کہ وہ احادیث کو ہم سے بڑھ کر جانتے بھی ہیں، ان کی تشریح بھی کرتے ہیں اور ان کے مطابق پلاننگ بھی کرتے ہیں لیکن ہم ان احادیث کو پڑھتے ہیں اور پھر کتاب بند کر دیتے ہیں۔ لیکن جو کچھ ہونے جا رہا ہے وہ طے شدہ ہے۔ اب جو حج پالیسی آئے گی اس میں پتا چل جائے گا کہ حج پالیسی میں مزید کیا تبدیلیاں ہو رہی ہیں۔ یہاں پر فنگر پرنٹس کا عمل شروع ہو گیا ہے۔ اس طرح اور سختیاں بھی شروع ہو گئی ہیں۔ ہم دعا کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حرمین کی حفاظت فرمائے اور دشمنوں کی سازشوں کو ناکام کرے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم جب پالیسی بنائیں تو رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو سامنے رکھ کر بنائیں۔

☆☆☆


قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

## ضرورت رشتہ

☆ قریشی فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 30 سال، تعلیم مڈل، ذاتی کاروبار کے لیے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0304-6415540

# اسے کیا لکھیے!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

ملک کا بیشتر حصہ سموگ کی زد میں رہا۔ گھٹی گھٹی سانسیں، آنکھوں میں جلن بھرے آنسو، طبیعت پژمردہ۔ وجوہات؟ ماحولیاتی لاقانونیت یعنی حیات بخش درختوں کا کاٹا جانا، فیکٹریوں کا زہریلا، آلودگی مچاتا دھواں۔ کوڑا کرکٹ جلانے کے لیے لگائی آگوں سے اٹھتا دھواں۔ ملکی فضائی نفسہ بھی سموگ زدہ ہے۔

دیکھ تو دل کہ جاں سے اٹھتا ہے
یہ دھواں سا کہاں سے اٹھتا ہے!

(سیاسی ماحول سے اٹھتا ہے) اس سے نجات پانے کو بارش درکار ہے۔ بارش کے لیے نماز استقاء پڑھی جایا کرتی تھی۔ مگر یہاں تو ملک میں (سندھ) اسمبلی نے نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے بھی وقفہ نہ دیا۔ گردونواح سے جمعے کی اذانیں ہوتی رہیں، اجلاس بلاوقفہ جاری رہا۔ ایک رکن اسمبلی (PTI) نے صدرنشین کو توجہ دلائی، جو سنی ان سنی کردی گئی۔ یہ بات فیصلہ طلب ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کا اطلاق کیا اسمبلی پر ہوتا ہے یا نہیں؟ صادق وامین ارکان پر نماز (جمعہ) لاگو ہوتی ہے یا نہیں؟ تاہم فرضیت نماز تین قسم کے لوگوں پر سے تو ساقط ہوتی ہے۔ دس سال سے کم عمر، پاگل اور بے ہوش پر، اگرچہ مسلمان ہوں۔ سو یہ تعین اپنی جگہ لازم ہے کہ ارکان اسمبلی بچے ہیں؟ خصوصی بچے ہیں؟ یا ہوش گم کردہ! ایک خبر یہ بھی ہے کہ کراچی میں عدالت نے غیرقانونی اسلحہ رکھنے پر مجرم کو تین سال تک نماز باجماعت بطور سزا کا حکم دیا ہے۔ نماز چھوڑنے پر 7 سال جیل اور 50 ہزار جرمانہ ہوگا! تو کیا قانونی اسلحہ رکھنے والے یا اسلحہ نہ رکھنے والے پر نماز معاف ہے؟ کہیں سندھ اسمبلی والے اس بنا پر نماز تو نہیں چھوڑے بیٹھے؟ خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا لکھئے!

تاہم سعودی عرب میں شاہ سلمان نے خشک سالی کی بنا پر نماز استقاء کے لیے کہا تھا (حالیہ سیاسی جھاڑو پھیرنے سے پہلے)۔ اگرچہ ہمیں تو فکر تھی کہ مسلم ممالک کی سربراہی کانفرنس کی امامت تو ٹرمپ نے کروائی تھی، اب خدا خیر کرے! لیکن ماڈریٹ ولی عہد شہزادے محمد بن سلمان نے اس سے پہلے ہی دھواں دھار طوفانی حکم ناموں کی بوچھاڑ کردی۔ 11 سعودی شہزادے، 38 وزراء اور دیگر بے شمار اچانک دھر لیے گئے۔ ایک شہزادے کا ہیلی کاپٹر گر گیا اور وہ جاں بحق ہوگئے۔ 208 اہم شخصیات زیر تفتیش ہیں۔ 1700 بینک اکاؤنٹ منجمد کردیئے۔ سفری پابندیاں عائد کردی گئیں ان سب پر۔ وجہ بظاہر (پاکستان کی طرح) کرپشن، مالی بدعنوانی ہے۔

سعودی عرب کے حوالے سے سال بھر میں بے شمار خبریں ہوش ربا تھیں۔ مال ودولت کے بہتے دریاؤں کے ساتھ پوری دنیا نے حیران ہوہو کر شاہ سلمان کے غیرملکی دوروں کی خبریں پڑھیں۔ مارچ میں انڈونیشیا کا دورہ 1500 افراد کے ہمراہ کیا۔ اس میں 25 شہزادے اور 10 وزراء شامل تھے۔ 460 ٹن سامان جس میں سونے کا پانی چڑھی برقی سیڑھی، 2 مرسڈیز سیلون گاڑیاں اور 2 عدد برقی لفٹ مزید تھے! یہ شہزادے کون سے تھے؟ بدعنوان یا بےعنوان؟ پتہ نہیں چل سکا۔ رائٹر کی رپورٹ کے مطابق نو مسافر جیٹ طیارے درکار ہوئے تھے۔ جکارتہ پہنچانے کے لیے 27 فلائٹیں اور بالی جزیرے کی تفریحات کے لیے مزید 10 فلائٹیں استعمال ہوئیں۔ اس دورے میں انڈونیشیا اور سعودی عرب کے مابین دہشت گردی کے خلاف جنگ کا معاہدہ طے پایا! اگرچہ دورے کی مالی ہیبت ہی کمزوردلوں کو دہلانے کے لیے کافی تھی!

پھر اکتوبر میں ایسا ہی دورہ 1500 افراد کے ہمراہ روس کا بھی ہوا۔ تاہم یہاں جہاز سے اترتے ہوئے سونا پھری برقی سیڑھی جواب دے گئی۔ اس مرتبہ اپنے قالین اور فرنیچر بھی ہمراہ لے گئے تھے۔ روزانہ 1,764 پاؤنڈ خوراک ایک سعودی جہاز ریاض سے ماسکو ڈھوتا رہا۔ شاہ کی کافی بنانے والا کارندہ خصوصی بھی ہمراہ تھا۔ 3 ملین ڈالر کا تو صرف 2 لگژری ہوٹلوں کی مکمل بکنگ کا بل تھا۔ مراکش میں شاہ کا خرچ 100 ملین ڈالر کا آیا تھا۔ ولی عہد شہزادے نے حال ہی میں 580 ملین ڈالر کی لگژری کشتی (Yatch) خریدی ہے۔ یہ سب اس وقت ہو رہا ہے جب سعودی عرب میں تیل کی کمی کی وجہ سے سادگی مہم چل رہی ہے۔ غیرملکی مسلمان معاشی بحران (یمن جنگ اور تیل) کی بنا پر دھڑا دھڑ نکالے جا رہے ہیں۔ نجانے یہ کرپٹ عیاش نکالے جانے والے شہزادے کس معیار پر فائز ہوں گے۔ ہم ٹٹ پونجیے کیا جانیں!

اگرچہ کرپشن کی صفائی کے حوالے سے گارڈین نے اپنے اداریے (7 نومبر) میں جو اصطلاح استعمال کی ہے وہ دلچسپ ہے۔ وہ پاکستان کے 70 سالوں اور اقتدار کے تمام دائروں پر بھی محیط ہے۔ یعنی "اوگین (Augean) اصطبل" کی صفائی۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ (یونانی دیومالائی) شاہ آگیاس نے ہرکولیس (یونانی رستم) کو اوگین اصطبل کی صفائی کا حکم دیا جس میں مویشیوں کے ریوڑ سالہا سال سے بلا صفائی پل رہے تھے۔ ہرکولیس نے اس کی صفائی کے لیے دو دریاؤں کا رخ ادھر موڑ دیا! سو یہاں بھی دریا درکار ہیں جو نہ سعودی عرب میں موجود ہیں فراواں اور ہم تو اپنے دریا ہندوستان کو بطور نذرانہ پیش کرچکے۔ لہسن پیاز اگانے تک کو پانی میسر نہیں اصطبل کیونکر دھلیں گے! یوں بھی آج دنیائے سیاست کے گرم حمام میں سے جب کسی کو نکال باہر کرنا ہوتا ہے تو کرپشن ہی مناسب جانی جاتی ہے۔ پہلا پتھر وہ مارے جو خود پاک ہو والا محاورہ گھس گیا ہے۔ زرداری اور بلاول کی شباہت وہاں بھی دیکھی جاسکتی ہے۔

اس سارے انقلاب عظیم کے پس منظر میں ٹرمپ نے بے محابا خوشی کا اظہار کر کے بھانڈا پھوڑ دیا۔ ٹویٹ کر کے ٹرمپ نے سعودی شاہ اور ولی عہد پر اپنے بھرپور اعتماد کا اظہار کردیا، جس سے بلی تھیلے سے باہر آگئی۔ ٹرمپ نے یہ بھی کہا: جن سے سختی سے نمٹا گیا ہے ان میں سے بعض اپنے ملک کو کئی سالوں سے "دوہ" رہے تھے! تو کیا اب تم دوہنا چاہتے ہو ہمارے مسلم وسائل کی گائے کو؟ ٹرمپ کی نگاہیں آرامکو پر گڑی ہیں جو محمد بن سلمان نیویارک سٹاک ایکسچینج کے ذریعے فروخت کرنے پر رضامند ہیں۔ مارچ 2017ء میں ٹرمپ سے ولی عہد کی وائٹ ہاؤس

میں ملاقات ان تمام حالات کا ابتدائیہ تھا۔ مئی میں ریاض میں 55 مسلمان ممالک کی سربراہی کانفرنس میں سربراہی اور کلیدی خطاب (امامت) کا اعزاز ٹرمپ کو بخشا گیا۔ ستم ظریفی تو یہ ہے کہ یہ امریکی اسلامک ملٹری اتحاد کہلایا۔ سانپ اور نیولے، بلی اور چوہے کا اتحاد ٹام جیری کارٹونوں پر پلے مسلمانوں کے ہاں ہی ممکن ہے، خواہ ان کے ممالک 55 کی تعداد میں ہوں۔ سمندر کی جھاگ کی طرح بے وقعت، وہن زدہ، دنیا کے کیڑے۔ حب الدنیا وکراہیۃ الموت (ابوداؤد) کے مارے۔

انصاف کی فراہمی کے لیے بادشاہ نے (بنگلہ دیش، مصر ماڈل) نئے 30 جج تعینات اور 26 پرانے ججوں کو ترقی دی ہے۔ نیب کا تجربہ ہم بھی انہیں سمجھا سکتے ہیں۔ ٹرمپ مذکورہ کانفرنس میں خوشی سے دیوانہ ہو کر چیخ اٹھا تھا۔ امریکہ کے لیے نوکریاں ہی نوکریاں، ڈالر ہی ڈالر۔ ڈوبتی امریکی معیشت کو سعودیہ سے منسلک کر کے دوہنے کے معاہدے اپنی جگہ۔ مسلمانوں کے دین و ایمان اور عقیدے کے مضبوط مرکز مسلم دنیا کی شہ رگ پر ماڈریٹ اسلام کا (مشرفی) کامیاب بھرپور وار اس پر مزید۔ مغرب اس غیر معمولی کامیابی پر شاداں وفرحاں ہے۔ اکنامسٹ کے مطابق سیکولر عرب مطلق العنان آمروں کی نئی کھیپ عرب دنیا میں جگہ لینے کو ہے جو بہت جلد اپنے مضبوط سیکولر (بنانے کے) ایجنڈے کے ساتھ اسلامیوں کی مخالفت کو پیچھے چھوڑ جائے گی۔ متوسط طبقے کے حلقوں کو راضی کر لے گی۔ ظلم وجبر کے آہنی ہاتھ کے ساتھ یہ یوں آگے چلے گی کہ جہاں عورتیں بلا نقاب سب کے بیچ بیٹھ کر شیشہ پی سکیں گی اور اسی طرح کی دیگر سہولیات کے مزے لوٹ سکیں گی۔ (الجزیرۃ، حامد دباشی بحوالہ اکنامسٹ، 5 نومبر)

محمد بن سلمان کی وژن 2030ء پالیسی ہو یا 21 مئی کو تبوک میں ہونے والا میوزیکل کنسرٹ، سعودی اور امریکی ناچنے گانے والے، ٹرمپ کے دورے کے دوران، سٹیج پر گاتے بجاتے، اسی کا آغاز ہیں۔ تاہم کم عمر، ناتجربہ کار شہزادے کے اتنی تیز رفتاری کے ساتھ جنگجویانہ، جارحانہ بے دھڑک اقدامات علاقائی اور سعودی استحکام اور سالمیت کے لیے خطرہ، مسلم دنیا سانس روکے دیکھ رہی ہے۔ امریکہ کا طریق واردات یہی ہے کہ وہ مسلم دنیا کو آپس میں الجھا دے۔ وہ معاشروں میں سیاسی، سماجی، گروہی، معاشی انتشار برپا کرتا ہے۔ عراق کو کویت پر چڑھا کر جنگ خلیج کی آڑ میں پورے خطے پر اپنی فوجیں لا مسلط کیں۔ سعودی عرب کو یمن میں الجھا دیا۔ کردوں کو اٹھا کھڑا کیا۔ شام میں جارحیت کے سارے دروازے کھول دیے۔ سعودی ولی عہد کو قطر کے خلاف کھڑا کر کے شدید بحران پیدا کیا۔ اب شہزادے میاں ایران کو بھی دھمکانے چلے ہیں۔ مشرق وسطیٰ میں ایک گریٹ گیم چل رہی ہے۔ ایران ہر جا سینگ پھنسائے بیٹھا ہے۔ اسرائیل کی جنگی تیاریاں عروج پر ہیں۔ یاد رہے کہ ٹرمپ ریاض میں اپنی کامیابی کے بعد اسرائیل اور پھر ویٹی کن گیا۔ اس کے یہودی داماد کی سعودی عرب آمد و رفت اور در پردہ اسرائیل سے تعلق کی کہانیاں، حریری کا استعفا۔ مسلمانوں کے قلب میں خنجر گھونپنے کے آثار ہیں۔ خاکم بدہن! تاہم جبر کی کند چھری سے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کو ذبح کرنے والے یہ نہ بھولیں...... مسلسل جبر سہنے سے دلوں میں ڈر نہیں رہتے!

☆☆☆


## رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ''قرآن اکیڈمی 25 آفیسرز کالونی بوسن روڈ (عقب ملتان لاء کالج) ملتان'' میں

8 تا 10 دسمبر 2017ء

**نقباء کورس** (نئے و متوقع نقباء کے لیے)

کا انعقاد ہو رہا ہے،

زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0331-7045701, 061-6520451

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: (042)36316638-36366638



## رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ''قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 فیصل آباد'' میں

8 تا 10 دسمبر 2017ء (بروز جمعہ نماز عصر تا اتوار نماز ظہر)

**مدرسین ریفریشر کورس**

کا انعقاد ہو رہا ہے،

زیادہ سے زیادہ مدرسین رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 041-2437618، 0336-7922278

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: (042)36316638-36366638

# اے پاک وطن! تیرے ماضی اور حال پر رونا آیا!

پروفیسر ڈاکٹر جمعہ خان کاکڑ

جو خواب دکھلائے گئے، جو وعدے کیے گئے کہاں ہیں وہ؟ برٹش ہندوستان میں مسلم لیگیوں نے مطالبۂ پاکستان کر کے سوئی ہوئی مسلم سوسائٹی کو جگا دیا، جھنجوڑ دیا۔ اس مطالبے پر ہر گھر میں بحث و تکرار ہونے لگی کہ جائیں یا نہ جائیں، مہاجر بنیں یا نہ بنیں۔ مسلم لیگی کہتے تھے ”مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ اور مطالبۂ پاکستان کا نعرہ لگا“۔ اسی طرح پاکستان کا مطلب لا الٰہ الا اللہ بتایا جانے لگا۔ مسلمان کے پاکستان کے ساتھ اٹوٹ رشتہ کے دلائل دیے گئے۔ نوجوان اور بوڑھے اس اٹوٹ رشتے کے سامنے سرنگوں ہو گئے۔ مسلمان مسجدوں، جلسے جلوسوں میں اللہ سے مشروط دعائیں مانگنے لگے کہ اے اللہ! تو ہمیں ایک آزاد وطن دے دے! ہم وہاں کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ کو ہی ملک کا آئین اور سپریم لاء آف دی لینڈ بنائیں گے اور یہی ہمارا نظام سیاست، نظام مملکت اور نظام عدالت ہو گا۔ بس تو دے دے! ہم ضرور اپنے وعدوں پر عمل کریں گے۔ ادھر کانگریسی اور ہندو مہا سبھائی کہتے رہے میاں صاحب! آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ ہم اور آپ تو ہزار سال سے ایک ساتھ رہتے آ رہے ہیں۔ ہم تو مسلمان بزرگوں کے مزارات پر جا کر نذرانے بھی چڑھاتے رہے ہیں۔ مزارات کو غسل دینے میں بھی شریک ہوتے رہے ہیں۔ تمہارے بزرگوں کی قبروں پر ہم سجدے بھی کرتے رہے ہیں اور تمہاری طرح ان سے منتیں بھی مانگتے رہے ہیں۔ خان صاحب بولے پنڈت جی! دیکھو ہم مسلمان پاک لوگ ہیں اور ہم اپنا پاک وطن لے کے رہے گے۔ تمہارا نظام زندگی، نظام مملکت اور ہے۔ ہمارا نظام زندگی اور نظام مملکت اور ہے۔ کیونکہ ہمارا سبھی کچھ اللہ کی کتاب اور رسول ﷺ کے طریقے کے طابع ہے لیکن تمہارا نہیں ہے۔ مسجد میں اور نماز میں ہم جو بھی اللہ کا کلام پڑھتے ہیں مسجد سے باہر نکل کر گھر، بازار، مارکیٹ، عدالت، پارلیمنٹ، بینک، سیکرٹریٹ اور تمام سرکاری دفاتر میں اس پر عمل کرنا بھی ہمارے لیے لازم ہے اور یہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو ہم منافق شمار ہوں گے۔ جبکہ یہاں تمہارے ساتھ رہ کر ہم ایسا نہیں کر پائیں گے اور نہ تم ہمیں ایسا کرنے دو گے۔ لہٰذا ہم الگ وطن چاہتے ہیں جس کا آئین قرآن وسنت ہو گا اور ہمارا سارا انفرادی و اجتماعی کاروبار زندگی اسی کے مطابق ہو گا۔ پنڈت جی یہ زوردار دلیل سن کر خاموش ہو گئے۔ اللہ نے مسلمانوں کی مشروط دعا سن لی اور پاکستان وجود میں آ گیا۔

پھر کیا تھا لاکھوں محبان پاکستان قافلوں کی صورت میں اپنے آباء واجداد کا وطن، قبرستان، اپنی حویلیاں، گھر، زمینیں، دوکانیں اور کاروبار سبھی کچھ چھوڑ کر ہندوؤں کی لاٹھیوں اور سکھوں کی تلواروں سے کٹتے کٹاتے زخموں سے چُور چُور اسلامی پاکستان کا خواب دلوں و آنکھوں میں سجائے، گرتے پڑتے اسلامی پاکستان کی سرحدوں میں داخل ہونے لگے۔

## اور خواب ٹوٹ گئے

قائداعظم، لیاقت علی خان، سردار عبدالرب نشتر و دیگر مخلص مسلم لیگیوں کی وفات کے بعد فوجی ڈکٹیٹرز، بیوروکریسی، سیاستدانوں اور کچھ جج حضرات نے اس ملک کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیا۔ ماضی کے مسلمان بادشاہوں کی طرح دین اللہ وسنت محمد ﷺ کو پس پشت ڈالتے ہوئے ہوس اقتدار کے نشے میں مست حکمرانوں و بیوروکریسی نے جھوٹی جمہوریت کا لبادہ اوڑھا کر ملوکیت قائم کر دی۔ دیکھتے ہی دیکھتے چند سوڈیروں، زمینداروں، سرمایہ داروں، گدی نشینوں اور بیوروکریٹس نے پاکستان کے وسائل، رزق اور روزگار پر قبضہ جما لیا۔ ناروا الیکشن قوانین بنوائے اور عوامی عہدوں کی شرائط (Pre Requisite Scrutiny System & Eligibility Criteria) جان بوجھ کر بہت کمزور اور ڈھیلے بنائے گئے تاکہ White Collar Criminals دھونس، دھمکی اور دولت کے ذریعہ MNAs & MPAs بن جائیں اور پچھلے کئی سالوں سے انہی لوگوں اور ان کے خاندانوں کا قبضہ سینٹ، پارلیمنٹ اور اسمبلیوں پر ہو چکا ہے اور یہ ہے بدترین کاٹ کھانے والی ملوکیت کی ماڈرن شکل۔ پارلیمان واسمبلیوں میں موجود دو تین فیصد نیک لوگوں کے ووٹ بھی دو تین ہی ہوتے ہیں اور جے یو آئی (ف) کے لوگ جماعت اسلامی کو سپورٹ نہیں کرتے اور جماعت اسلامی کے لوگ جے یو آئی (ف) کو۔ جمعیت علماء پاکستان، جماعت اسلامی، جے یو آئی (ف)، تبلیغی جماعت اور بریلوی جماعت کی مساجد و مدرسے بھی الگ الگ ہیں۔ ان کے اساتذہ وطلبہ بھی الگ الگ ہیں۔ امت محمد ﷺ کے غم کے لیے دنیا میں جگ ہنسائی کے لیے یہی طعنہ کافی ہے۔ ذلت ورسوائی کے دوسرے اسباب بھی ہیں جن کا ذکر یہاں نہیں کیا جا رہا اور ان میں بھی رسوائی کا اصل سبب یہی نا اتفاقی اور گروہ بندی ہے۔

## بقیہ: سعودی عرب میں سیاسی انتشار

ایک توپ حاصل کر لی تھی۔ اس پر شور مچایا جا رہا ہے کہ ان کے پاس توپ کہاں سے آئی؟ اندیشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ کہیں پاکستان نے تو نہیں دے دی؟ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ اتنے نہتے ہیں کہ ایک توپ پر اس قدر کھلبلی مچ رہی ہے۔ آج کے مادہ پرستانہ دور میں تو معیار مادی ترقی ہے چاہے وہ ٹیکنالوجی کی صورت میں ہو یا اسلحوں کی صورت میں۔ یہ دیکھا جاتا ہے کہ فضائی اور بری اور بحری قوت کتنی ہے؟ میزائل ٹیکنالوجی کتنی جدید ہے؟۔ طالبان تو چند ہفتوں کی مار تھے۔ پھر بھی ان کی قوت بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ سب اپنا سر پیٹ رہے ہیں۔ نزلہ ان کا پاکستان پر گرتا ہے۔ اس کی وجہ ہماری اللہ کے دین سے بے وفائی ہے۔ امریکہ ہماری جان کو آیا ہوا ہے۔

احادیث میں آیا ہے کہ خراسان سے لشکر چلیں گے اور حضرت مہدیؒ کی قیادت میں ان کی مدد کریں گے، نتیجتاً اسلامی حکومت قائم ہو گی۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی تحقیق یہ تھی کہ افغانستان کا پورا علاقہ ہی اس زمانے کا خراسان تھا۔ اب اس کے آثار واضح طور پر نظر آنے لگے ہیں۔ بہر حال ہم میں سے ہر شخص کو اپنی آخرت کی فکر کرنی چاہیے اور اگر ہمیں اپنے ملک کا مفاد مطلوب ہے تو خلوص دل کے ساتھ یہاں اللہ کے دین کو قائم کرنے کی جدوجہد میں لگ جانا چاہیے تب ہی اللہ کی مدد دنیا میں بھی ہمارے شامل حال ہو گی اور ان شاء اللہ آخرت میں بھی سرخرو کرے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس طور پر آگے بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

☆☆☆

# زہد کی اہمیت

محمد مشتاق ربانی

زہد ایک رویے کا نام ہے۔ اس میں مسلمان دنیا سے زیادہ شغف نہیں رکھتا۔ اس کی نظر آخرت پر ہوتی ہے۔ دوسری طرف یہ بھی مدنظر رہے کہ ہمارا دین اگرچہ ہمیں زہد اختیار کرنے کی تعلیم دیتا ہے لیکن وہ ترک دنیا کا بھی سخت مخالف ہے۔ وہ ایک متوازن زندگی اختیار کرنے کا درس دیتا ہے۔ حب دنیا ایک حد سے زیادہ نہ ہو اور نہ ہی رہبانیت کا راستہ اختیار کیا جائے۔ زہد کے بارے تصوف کی کتابوں میں کافی مواد ہے۔ قرآن میں زہد کا لفظ حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ میں بیان ہوا ہے ﴿وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ﴾ یعنی وہ قافلہ والے حضرت یوسف کے بارے کوئی زیادہ رغبت نہیں رکھتے تھے۔ انہیں اس بچے کی قدر و قیمت معلوم نہ تھی کیونکہ اس کی قدر و منزلت مستقبل میں ظاہر ہونی تھی۔ اگرچہ قرآن میں ایک ہی مرتبہ یہ کلمہ بیان ہوا ہے لیکن زہد کا موضوع کتاب اللہ میں مختلف پیرائے میں بہت بیان ہوا ہے۔ احادیث میں بھی یہ موضوع کثرت سے بیان ہوا ہے۔ اس موضوع کا تعلق تزکیہ نفس سے ہے۔ زہد کی حدود قناعت سے بھی ملتی ہیں اور کسب معاش سے بھی۔ الشیخ ابی طالب المکی کی کتاب قوت القلوب میں زہد کی فصل کے مطالعہ سے تاثر ملتا ہے کہ اس کے ڈانڈے صبر سے بھی ملتے ہیں۔ زہد کی حقیقت جاننے کے لیے احمد جاوید کی کتاب ''ترک رذائل'' بھی لائق مطالعہ ہے۔ اس کتاب کو ڈاکٹر محمد امین نے مرتب کیا ہے۔ یہ کتاب رذائل کے بارے میں ہے جیسا کہ عنوان واضح کر رہا ہے لیکن برائیوں کو چھوڑنا زہد کا ایک اہم پہلو ہے۔ تقویٰ بھی زہد ہی ہے۔ صوفیاء کی کئی کتابوں میں زہد و تقویٰ کو ایک ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

زہد کا لفظ بولنے اور سننے سے ذہن اس طرف مائل ہوتا ہے کہ زندگی کے دنیوی معاملات سے لاتعلقی رکھی جائے اور صرف عبادت الٰہی کی جانب پوری توجہ دی جائے جو کہ درست نہیں ہے۔ ایسا خیال پیدا نہیں ہونا چاہیے کیونکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے زاہدانہ زندگی گزاری لیکن وہ دنیا کے مشاغل سے بالکل لاتعلق نہیں ہوئے۔ ان کی زندگی میں کمال کا اعتدال تھا۔ وہ رات کو سوتے بھی تھے اور قیام اللیل بھی کرتے۔ وہ نفلی روزے بھی رکھتے اور روزے میں ناغہ بھی کرتے۔ ان کی ازدواجی زندگی خاص نوعیت کی تھی۔ ان کی خانگی زندگی ان کے مشن میں پوری طرح معاون تھی اور امت کے لیے اس میں ایک بہترین نمونہ پایا جاتا ہے۔ زہد کا رویہ وہی اختیار کرے گا جسے آخرت کی زندگی کا پورا یقین ہو اور عقلمند بھی وہی ہے جو اپنی اصلاح کرے۔ حدیث نبوی ہے: ''عاقل اور سمجھدار وہ ہے جو اپنے کردار کو درست کرے۔''

زہد عارفین کا مسلک ہے۔ زہد کے بارے صحابہ کرامؓ کی کئی مثالیں ہیں لیکن حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی زندگی ایک خاص نمونہ ہے۔ مال و دولت کے بارے ان کا ایک خاص نقطہ نظر تھا جس پر وہ خود عمل پیرا تھے۔ قل العفو کی تفسیر میں وہ منفرد فکر اور فقہ کے حامل تھے۔ بہرحال آپؓ اس حوالے سے منفرد حیثیت رکھتے تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اگرچہ صحابی نہیں لیکن زہد کی ایک نمایاں مثال ہیں۔ اس اموی خلیفہ نے تعیش کی زندگی بالکل ختم کر دی اور سادہ زندگی اختیار کی۔ اپنے عمال کو بھی اسی کی تعلیم دی۔

زہد اولیاء کرام کا خاصہ ہے، کیونکہ زہد من کی دنیا کے لیے توشہ ہے۔ زہد کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اپنے آپ کو لاغر کیا جائے اور دنیوی نعمتوں سے استفادہ نہ کیا جائے۔ ایسا سوچنا ایک مسخ شدہ تصور دکھائی دیتا ہے۔ اسلام ہمیں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی تمام نعمتوں سے بھرپور استفادہ کی تعلیم دیتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ﴾ (الاعراف:32) ''اے پیغمبرؐ آپ فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کیے ہوئے اسباب زینت کو، جن کو اس نے اپنے بندوں کے واسطے بنایا ہے اور کھانے پینے کی حلال چیزوں کو کس شخص نے حرام کیا ہے؟'' اس آیت سے واضح معلوم ہو رہا ہے کہ ہمیں بھرپور زندگی گزارنی چاہیے اور گناہ اور معصیت سے اعراض کرنا چاہیے۔ کھانے پینے، ملبوسات اور رہن سہن کے حوالے سے جو نعمتیں میسر ہوں ان کو استعمال کرنا چاہیے۔ بعض لوگوں پر مال و دولت کے حوالے سے اللہ کا خاص کرم ہوتا ہے لیکن وہ اللہ کی نعمتوں کا استعمال نہیں کرتے، جبکہ سورۃ الضحیٰ میں باقاعدہ طور پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اظہار کرنے کا کہا گیا ہے۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو استعمال نہیں کریں گے تو وہ ضائع کرنے کے مترادف سمجھا جائے گا۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی مدنظر رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اسراف اور تبذیر پر شدید وعید نازل کی ہے۔

غلبہ و اقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں
تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان
ماہنامہ میثاق لاہور
اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ
شمارہ دسمبر 2017ء
ربیع الاول ۱۴۳۹ھ
مشمولات
☆ عرب کشیدگی باعثِ تشویش ہی نہیں، باعثِ عبرت بھی ہے! — ادارہ
☆ اختلاطِ ذکر و فکر — حافظ عاکف سعید
☆ نبی اکرم ﷺ اور مکارم اخلاق — پروفیسر حافظ احمد یارؒ
☆ درسِ قرآن کے ضمن میں دو انتہائیں — محمد بلال احمد
☆ ظلم کی حرمت و شناعت — ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی
☆ شرک کی شناخت اور شناعت — پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
☆ خواتین کی دورۂ ترجمۂ قرآن میں شرکت اور نمازِ تراویح — قرآن اکیڈمی کراچی
☆ حاجی عبدالواحد صاحبؒ کی یادداشتیں (۱۶) — پروفیسر حافظ قاسم رضوان
محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ''بیان القرآن'' باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!
☆ صفحات:100 ☆ قیمت فی شمارہ:30 روپے ☆ سالانہ زرتعاون (اندرون ملک) 300 روپے
مکتبہ خدام القرآن لاہور
36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور

# The Israeli Lobby and the British Parliament

This week it was revealed that Lord Stuart Polak, a professional lobbyist for Israel, had accompanied the now ex Minister for International Development, Ms Priti Patel, to no less than 12 secret meetings with Israeli politicians and/or security officials. There are also rumors of other undisclosed meetings yet to be identified. None of these undocumented meetings were apparently recorded and the Government has no indication of what was said or agreed to by either the peer in question or the then Minister.

Israel, of course, is the only undeclared nuclear weapons state in the world with an estimated underground arsenal of between 200-400 nuclear warheads – enough to incinerate and irradiate the whole of the Middle East and most of Europe. The Israeli state is not a member of NATO nor of the EU. Neither is it a signatory to the worldwide nuclear Non Proliferation Treaty (NPT), nor apparently to the international Chemical or Biological Weapons Conventions to which the rest of the international community are signatories.

And therein lies the potential danger to the United Kingdom (and the rest of the world) whose future relationship with this Middle Eastern state is unknown. What we do know is that Israel is already in gross breach of UNSC Resolution 2334 and that the Netanyahu government is expected to be replaced with an even more radical Right-wing administration in the near future (which, in itself, is saying something) that will want to forcibly annex the Occupied Territories and further.

As for lobbyist Lord Stuart Pollack, very little is known except that he was born in Liverpool and apparently runs "the most effective lobbying operation at Westminster". The only problem being that his lobbying is exclusively in the interests of one foreign state i.e. Israel. According to the Electoral Commission, his lobbying group – the Conservative Friends of Israel aka CFI – has taken no fewer than 162 British Tory (Conservative Party) politicians on trips to Israel over recent years, including Boris Johnson, George Osborne, William Hague, Ken Clarke, Sajid Javid and Amber Rudd – not to mention the now retired minister, Priti Patel.

Polak is also the current chairman of a lobbying consultancy that advises clients how to gain from the political process and is further reported to be connected to a lobbying consultancy in Israel itself.

There is, of course, something inherently wrong, if not disturbingly undemocratic, about the apparent undue influence upon Britain's parliament of a powerful but unelected group of lobbyists that appears to exert a stranglehold over our legislature and executive.

This is an untenable position as can be seen from the unsavory episode this week whereby this professional lobbyist – who was ennobled by David Cameron – and a government minister, attempted to deliberately usurp the authority of Parliament. Such behavior might be construed, by many, as seditious.

__Source__: ***An article by Hans Stehling published in the Guardian and Politico***

**قارئین متوجہ ہوں**

قارئین نوٹ فرمالیں کہ تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع میں مصروفیات
کے باعث ندائے خلافت کے آئندہ شمارہ کا ناغہ ہوگا۔ (ادارہ)

**اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُون — دعائے مغفرت**

☆ قرآن اکیڈمی شعبہ خط وکتابت کورسز کے کارکن اور رفیق تنظیم محمد سفیان غوری کے تایا کا انتقال ہوگیا۔ برائے تعزیت: 0348-4599203

☆ حلقہ کراچی جنوبی کی مقامی تنظیم قرآن اکیڈمی کے رفیق فیصل ظہیر کی والدہ اور جناب جاوید اقبال کی نانی وفات پاگئیں

☆ حلقہ بلوچستان، کوئٹہ شہر کے مقامی امیر خواجہ ندیم احمد کا بھتیجا وفات پا گیا

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً

تنظیمِ اسلامی کا سالانہ

# کُل پاکستان اجتماع

## 24، 25، 26 نومبر 2017ء (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار)

بمقام **مرکزی اجتماع گاہ، بہاولپور**

منعقد ہو رہا ہے (ان شاء اللہ العزیز)

((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجَبَتْ مَحَبَّتِيْ لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ وَالْمُتَجَالِسِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيَّ))

”اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری محبت لازم ہوگئی ان کے لیے جو میری خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے اور مل بیٹھتے ہیں اور ایک دوسرے سے ملاقات (کے لیے سفر اختیار کرتے) اور ایک دوسرے پر مال خرچ کرتے ہیں۔“

(مستدرك حاكم، كتاب البر والصلة، موطا امام مالك كتاب الشّعر، باب السّنة فى الشّعر)

تمام رفقاء کو شرکت کی بھرپور دعوت ہے    تفصیلات کے لیے اپنے مقامی نظم سے رجوع کیجیے!

**المعلن: ناظمِ اعلیٰ تنظیم اسلامی** فون: (042)36293939-36316638 36366638

داعی رجوع الی القرآن، بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

کے شہرۂ آفاق دورۂ ترجمہ قرآن پر مشتمل

## بیانُ القرآن

ترجمہ و مختصر تفسیر

**عوامی ایڈیشن**

اب نئے اور منفرد گیٹ اَپ اور دلکش ٹائٹل کے ساتھ

• کتابی سائز میں • مضبوط پیپر بیک بائنڈنگ

یہ سیٹ ”کم قیمت بالانشیں“ کا منہ بولتا ثبوت ہوگا!

6 حصوں پر مشتمل مکمل سیٹ کی قیمت صرف -/1800 روپے

مکتبہ خُدام القرآن لاہور

36-K، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون 3-(042)35869501

سالانہ اجتماع کے موقع پر ایک خوبصورت باکس کے ساتھ مبلغ ایک ہزار روپے میں دستیاب ہوگا۔

دینی واخلاقی موضوعات پر عام فہم اور مؤثر تحریریں

## انوارِ ہدایت

از پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

ہر مسلمان گھرانے کے لیے ایک قیمتی اثاثہ، جس کے انوار سے
تمام افرادِ خانہ یکساں طور پر اپنے ذہن وقلب کو منور کرسکتے ہیں!

حصہ اوّل
☆ عمدہ طباعت ☆ امپورٹڈ بک پیپر ☆ مضبوط جلد
☆ ضخامت 414 صفحات ☆ قیمت 300 روپے

حصہ دوم
☆ عمدہ طباعت ☆ امپورٹڈ بک پیپر ☆ مضبوط جلد
☆ ضخامت 400 صفحات ☆ قیمت 300 روپے

مکتبہ خدام القرآن، لاہور

36-K ماڈل ٹاؤن، لاہور، فون: 3-042-35869501

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

# امیرِ تنظیم اسلامی کا پیغام......رفقائے تنظیم کے نام

تنظیموں اور جماعتوں کی زندگی میں سالانہ اجتماع ایک خصوصی مقام رکھتا ہے۔ ملک کے ہر گوشے سے آئے ہوئے اپنے ہم مقصد رفقاء واحباب کا سالانہ بنیادوں پر کسی ایک مرکزی مقام پر جمع ہونا باہم ملاقات وتعارف کے مواقع کا ملنا اور اپنے فکری سبق کو تازہ کرنا ساتھیوں کے لیے بادِ صبا کے خوشگوار جھونکے سے کم نہیں ہوتا۔ بالخصوص رب کی رضا کے حصول کے طلبگار ہم مقصد لوگوں کا یہ اجتماع اپنی ایک مخصوص جذباتی وروحانی تاثیر رکھتا ہے جسے الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔

رفقائے محترم! ہم وہ خوش نصیب لوگ ہیں جنہیں اللہ رب العزت نے اپنے مقصدِ حیات کے ساتھ ساتھ دین اسلام اور اس کے تقاضوں کا ایک واضح اور جامع شعور بھی بخشا ہے جو قرآن وسنت کے براہین پر مبنی ہے۔ چنانچہ ہم علیٰ وجہ البصیرت یہ جانتے ہیں کہ:

☆ دنیا میں رہتے ہوئے ہمارا منتہائے مقصود اور حقیقی نصب العین رضائے رب کا حصول ہے جس کے نتیجے میں ان شاء اللہ العزیز آخرت کے ابدی خسارے اور عذاب الیم سے بھی نجات ملے گی اور بفضلہ تعالیٰ جنت میں داخلہ بھی مل جائے گا، **وذٰلک ھو الفوز العظیم!**

☆ ہم اس حقیقت سے بخوبی باخبر ہیں کہ یہ دنیا جس میں ہم اپنی زندگی کے سانس پورے کر رہے ہیں، ہماری منزل نہیں، بلکہ ایک عارضی قیام گاہ ہے۔ یہ اصلاً امتحان گاہ ہے۔ بقول اقبالؒ

قلزمِ ہستی سے تو اُبھرا ہے مانندِ حباب — اس زیاں خانے میں تیرا امتحاں ہے زندگی!

اصل زندگی موت کی سرحد کے پار ہے۔ وہ ابدی زندگی ہے۔ اس امتحان کا نتیجہ وہاں ڈیکلیئر ہوگا۔ اسی کی بنیاد پر انسان ابدی زندگی میں کامیاب یا ناکام قرار پائے گا اور جنت یا دوزخ میں داخلے کا حقدار ٹھہرے گا۔

☆ اُخروی کامیابی انہی کو ملے گی جن سے رب راضی ہوگا اور رب کی رضا کے حصول کے لیے ہمیں انوارِ قرآنی کے ذریعے اپنے باطن کو نورِ ایمان سے منور کرنا اور اپنے عمل سے رب کی بندگی اور وفاداری کا ثبوت فراہم کرنا ہوگا یعنی ① بندگی رب کا تقاضا پورا کرنے کی خاطر ہمیں زندگی کے ہر معاملے میں اللہ جل شانہٗ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت پر کاربند رہنا ہوگا اور اللہ کے حق تقویٰ کی ادائیگی کی حتی المقدور کوشش کرنا ہوگی۔ ② وفاداری کے تقاضے کے طور پر اللہ کے کلمے کی سربلندی اور دین وشریعت کے قیام ونفاذ کی خاطر باطل اور طاغوتی قوتوں سے پنجہ آزمائی کرنے کی غرض سے حزب اللہ کی صورت میں اجتماعی زندگی اختیار کرنا ہوگی اور اس راہ میں اپنی جان ومال قربان کرنے کے جذبہ کے ساتھ ہر دم آمادۂ عمل ہونا ہوگا۔

سالانہ اجتماع میں شرکت، ان شاء اللہ، نہ صرف اپنے اس سبق کے اعادے اور تنظیمی فکر کی تازگی کا ذریعہ بنے گی، بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ ہم اک ولولۂ تازہ اور بھرپور جذبہ ایمانی کے ساتھ اجتماع گاہ سے رخصت ہوں گے۔

رفقائے محترم! حالات موافق ہوں یا ناموافق، ہمیں ہر صورت ایسی صراطِ مستقیم پر گامزن رہنا ہے جو ایمان، عمل صالح، تواصی بالحق اور تواصی بالصبر سے عبارت ہے۔ چنانچہ نفاذِ شریعت اور غلبہ واقامتِ دین کی جدوجہد کے لیے منہجِ نبوی ﷺ سے رہنمائی لیتے ہوئے اس راہ میں جسم وجان کی توانائیاں کھپانا ہی ہمارے نزدیک واحد راہ عمل ہے اس لیے کہ

یہ بازی عشق کی بازی ہے جو کچھ ہے لگا دو، ڈر کیسا؟ — گر جیت گئے تو کیا کہنا، ہارے بھی تو بازی مات نہیں!

رفقائے محترم! ہم تاریخ کے ایک اہم موڑ پر کھڑے ہیں۔ حق وباطل کی کشمکش فیصلہ کن مرحلے میں داخل ہو چکی ہے۔ دجالی تہذیب اور ابلیسی قوتیں آج پورے گلوب پر اپنا تسلط جما چکی ہے۔ کرۂ ارض پر موجود تمام نام نہاد اسلامی حکومتیں بھی ابلیسی قوتوں کے سامنے سجدہ ریز ہیں۔ یہاں تک کہ حرمین شریفین کے خادم بھی آج پورے طور پر دجالی قوتوں کے آگے سجدہ ریز نظر آتے ہیں۔ تاہم دجالیت اور ابلیسیت کا یہ عروج اور ہمہ گیر تسلط ''بتا رہی ہے یہ ظلمتِ شب کہ صبح نزدیک آ رہی ہے'' کے مصداق ایک صبح نو کی نوید بھی سنا رہا ہے۔

کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ انہی مشکل ترین حالات میں پڑوس کی سرزمین میں اللہ کے مٹھی بھر وفاداروں نے عالمی دجالی قوتوں کے مقابلے میں عزیمت کی نئی تاریخ رقم کی ہے اور بالکل نہتے اور بے سروسامان ہونے کے باوجود نصرتِ خداوندی کے بل پر ان عالمی دجالی قوتوں کو ہزیمت سے دوچار کر رکھا ہے۔ ان کی عزیمت سے سبق سیکھتے ہوئے ہمیں پاکستان میں اقامت دین اور نفاذ شریعت کی جدوجہد کو تیز تر کرنا ہوگا۔ اپنے ایمان ویقین میں اضافے کی شعوری کوشش کے ساتھ ساتھ رب کی بندگی اور وفاداری کے ہر امتحان میں پورا اترنے کا عزم کرنا ہوگا اور باطل افکار ونظریات کے خلاف علمی وفکری جہاد اور باطل قوتوں سے پنجہ آزمائی کے لیے ہر دم آمادۂ عمل رہنا ہوگا۔ اس انقلابی جدوجہد کے ناگزیر تقاضے کے طور پر ہمیں رب کے دامن کو مضبوطی سے تھامنا اور شعوری طور پر تعلق مع اللہ کو لازماً بڑھانا ہوگا۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِھٰذَا (آمین)

احقر عاکف سعید عفی عنہ

VOL : 26 Regd. C.P.L NO. 114 No.45

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

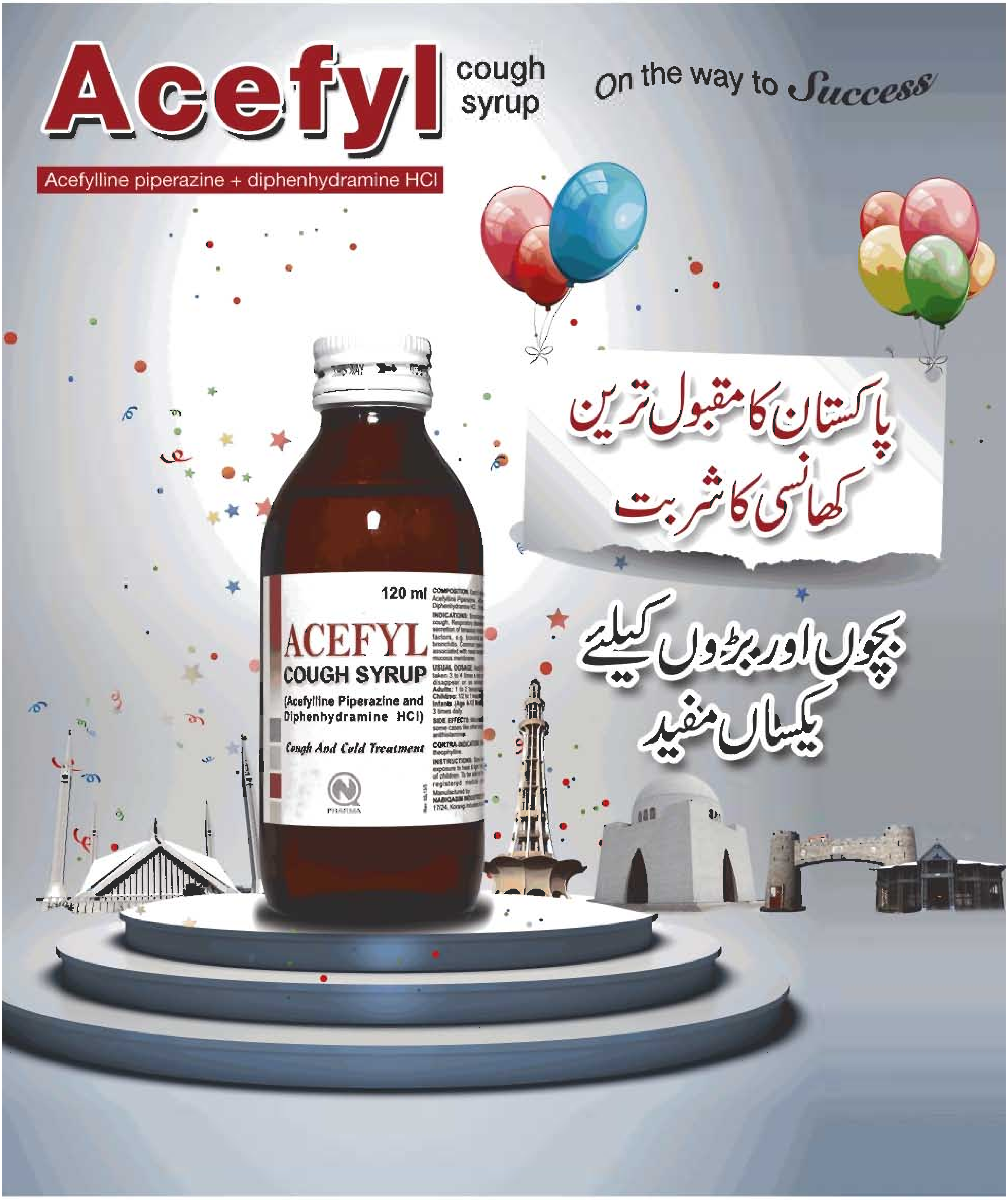


PHARMA

NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD
5th Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road, Karachi-Pakistan
Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN 111-742-762

your Health our Devotion